انوار خطابت 12

برائے ذی الحجہ

حصۂ دوازدہم

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوار خطابت حصہ دوازدہم، برائے ذی الحجہ
تالیف	:	مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	ذی القعدہ 1432ھ،م اکٹوبر 2011ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	40روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996
کتابت	:	محمد عبدالقدیر قادری کامل الفقہ، حافظ احمد محی الدین رفیع نقشبندی، کامل الفقہ جامعہ نظامیہ
پروف ریڈنگ	:	مولانا حافظ سید واحد علی قادری صاحب، مولانا حافظ سید احمد غوری صاحب، مولانا محمد افسر الدین قادری صاحب
ملنے کے پتے	:	جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ابوالبرکات عطریات، روبرو نقشبندی چمن، مصری گنج، حیدرآباد
- مکتبہ فیضان ابوالحسنات، مصری گنج، حیدرآباد
- عرش موبائیل سنٹر، انصاری روڈ، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ، تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

فہرست

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ، وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

یہ گلوبلائزیشن کا دور ہے، آج دنیا ایک چھوٹے گاؤں کی شکل اختیار کرگئی ہے، انٹرنٹ ایک وسیع جال کی طرح ساری دنیا کو گھیرا ہوا ہے، لمحہ بھر میں ایک بات ساری دنیا میں پہنچائی جاتی ہے، ابلاغ وترسیل کے ذرائع جس قدر وسیع اور عام ہوتے جارہے ہیں اسی طرح معاشرہ میں بے حیائی عام ہوتی جارہی ہے، ان وسائل کے غلط استعمال کے سبب نئی نسل تباہ ہورہی ہے، اسلام دشمن طاقتیں ان ذرائع ووسائل کے ذریعہ اسلام کی تصویر کو بگاڑ کر پیش کررہے ہیں، کبھی قوانین اسلام پر رکیک حملے کئے جارہے ہیں تو کبھی شعائر اسلام کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے، کہیں احکام اسلام کا استہزا کیا جارہا ہے تو کہیں قرآنی آیات پر اعتراضات کئے جارہے ہیں، ایسے نازک وقت پر عقائد اسلامیہ کے تحفظ، قوانین اسلام کی پاسبانی اور احکام شرعیہ کی پاسداری کے لئے ، بے حیائی کا سد باب کرنے اور اسلامی اخلاق کو عام کرنے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ انہیں ذرائع ووسائل کا استعمال کرکے عالمی پیمانہ پر حقائق کو واضح کیا جائے اور اسلام کی حقیقی تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ قوم مسلم حق کی سربلندی کے لئے تیار ہوجائے اور باطل سے ہمیشہ کے لئے بیزار ہوجائے۔

انہی اغراض ومقاصد کے تحت مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے رہبر شریعت، شیخ طریقت، فیض درجت سیادت

مآب حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مفکر اسلام مولانا مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کی زیر سرپرستی، زبدۃ المحد ثین، خاتمۃ المحققین حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے معنون ایک علمی وتحقیقی ادارہ "ابو الحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر" قائم فرمایا۔

الحمد للہ! ریسرچ سنٹر روزِاول ہی سے اپنے مقصد قیام کے مطابق ملت اسلامیہ کی شرعی رہنمائی کررہا ہے۔

یہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فیض اور بانی ریسرچ سنٹر کا اخلاص اوران کی محنت ہے کہ آج یہ ادارہ ساری دنیا میں وقار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ملک وبیرون ملک مدراس وجامعات اور علمی حلقوں میں یہ اپنا انفرادی مقام رکھتا ہے،خصوصا بیرون ممالک میں رہنے والا افراد جو اپنے مسائل کا شرعی حل جاننے کے لئے دشواریوں کا سامنا کرتے ہیں ایسے افراد کے لئے مفتی صاحب قبلہ کی ویب سائٹ ایک ضرورت بن چکی ہے۔

الحمد للہ ! مفتی صاحب قبلہ سادات گھرانہ کے چشم وچراغ ہیں،نسب کا فیض اورعلم کی برکت سے اللہ تعالی آپ سے عظیم خدمات لے رہا ہے۔

درس وتدریس،فقہ وافتاء،تصنیف وتالیف اورمواعظ وخطابات ہر جہت سے آپ علمی،تحقیقی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ملک وبیرون ملک مختلف اخبارات، میگزینس اورمجلّات میں آپ کے تحقیقی فتاوی اورعلمی مضامین شائع کئے جاتے ہیں،کئی ایک مقامی،قومی اور بین الاقوامی چیانلس پرآپ کے پروگرامس نشر کئے جاتے ہیں، عوامی استفادہ کے ساتھ خطباء و واعظین کے لئے خطبات کا ایک حسین گلدستہ تیار کیا،حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے اسم گرامی

سے اقتباس نور کرتے ہوئے اس کا نام "انوار خطابت" رکھا گیا۔

انوار خطابت سیریز ماہ محرم الحرام 1432ھ م ڈسمبر 2010ء میں شروع کی گئی تھی، الحمد للہ! یہ اس سیریز کا بارہواں حصہ ہے، الحمدللہ بارہ حصوں میں جملہ پچاس (50) موضوعات پر فکر انگیز تحقیقی، مستند ومدلل خطابات ہیں؛ جو ایک ہزار ساٹھ (1060) صفحات پر مشتمل ہیں، بحمدللہ تعالیٰ اب تک حضرت مفتی صاحب نے ایک سو آٹھ (108) کتابیں تالیف فرمائی ہیں، جن میں بعض زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں اور بقیہ کتب **www.ziaislamic.com** پر پڑھی جاسکتی ہیں۔

انوار خطابت کے مصنف کے علمی انداز، تحقیقی اسلوب، آپ کے مستند انداز میں خطاب، کسی کو متہم کئے بغیر کتاب وسنت کی روشنی میں موقف کی وضاحت کرنے کے سبب دیگر تصانیف کی طرح یہ خطبات بھی مقبول خاص وعام ہو چکے ہیں، اشاعت کے ساتھ ہی ہر حصہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔

خطیب کی یہ بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مثبت انداز میں اپنی بات پیش کرے اور عوام جس غلط فہمی کا شکار ہیں اس کا ازالہ کرے اور مستند طریقہ سے حق کا پیام پہنچائے اور ان کے شکوک وشبہات ختم کرے۔

کچھ عرصہ قبل ہمارے بزرگوں نے سادہ انداز میں امہات الکتب سے احادیث شریفہ نقل کیں، اور ان کے بیان کرنے کے بعد کسی اور حوالہ اور دلیل کی حاجت نہیں رہتی تھی، چونکہ آج کوئی واقعہ سنایا جاتا ہے یا حدیث شریف بیان کی جاتی ہے تو تقاضا ہوتا ہے کہ اس کا حوالہ بھی بیان کیا جائے، اسی لئے ایسے کتب کی ضرورت تھی جن میں احادیث شریفہ مع حوالہ بیان کئے جائیں۔

حضرت مصنف کے کتب بشمول انوار خطابت کی یہ خصوصیت ہے کہ ان میں احادیث کے عربی متن پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ مکمل حوالہ، کتاب اور باب کی نشاندہی کے

ساتھ احادیث شریفہ کے نمبرات بھی ڈالے گئے تا کہ بوقت ضرورت اصل کتب سے بآسانی رجوع کیا جاسکے۔ آپ کے کتب علمی وتحقیقی مواد سے بھی مزین ہے اور عصری لحاظ اسے طبع بھی کیا گیا، سرورق بھی دیدہ زیب اور کاغذ بھی عمدہ استعمال کیا گیا۔ یہ خطبات 'مہینوں کی مناسبت سے تحریر کئے ہیں، اوراس طور پر انہیں ترتیب دیا ہے کہ جمعہ کے علاوہ 'نماز فجر اور عصر کے بعد بھی نصابی کتاب کی طرح انہیں سلسلہ وار پڑھا جاسکتا ہے۔

انوارخطابت کے بارہ حصوں میں موجود خطبات کے عنوانات

☆انوارخطابت حصۂ اول برائے محرم الحرام :(1) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فضائل ومناقب۔(2)فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم۔(3)محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور(4)فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ(5)سال نو کا پیغام۔

☆انوارخطابت حصۂ دوم برائے صفر المظفر :(1)ماہ صفر 'اسلامی نقطۂ نظر۔(2)برادران وطن کے ساتھ تعلقات۔(3)اولاد کی تربیت کے اسلامی اصول۔اور(4)وصال مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اعجازی شان۔

☆انوارخطابت حصۂ سوم برائے ربیع الاول:(1)جسم اطہر کی اعجازی شان۔(2)ولادت باسعادت،خصائص وامتیازات۔(3)بعثت کا آفاقی پیام اور(4)انسانی حقوق کا عالمی منشور۔

☆انوارخطابت حصۂ چہارم برائے ربیع الاخر:(1)عظمت اولیاء کرام۔(2) تذکرہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(3)فروغ امن میں اولیاء کرام کا کرداراور(4) کرامت کی حقانیت' آیات وآثار کی روشنی میں۔

☆انوارخطابت برائے جمادی الاولی حصہ پنجم :(1)اتباع سنت دارین میں کامیابی کی ضمانت ،(2) سود کے معاشی واخروی نقصانات ،(3)عظمت والدین

قرآن وحدیث کی روشنی اور(4)حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ کی اصلاحی تجدیدی خدمات۔

☆انوارخطابت حصۂ ششم برائے جمادی الاخری:(1)عقیدۂ ختم نبوت 'قرآن وحدیث کی روشنی میں،(2)حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فضائل ومناقب،(3)خلافت صدیقی کا عہد زریں،اور(4)حفظان صحت کے شرعی اصول۔

☆انوارخطابت حصۂ ہفتم برائے رجب المرجب:(1)حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ حیات وتعلیمات،(2)نماز تحفۂ معراج،(3)سفر معراج اور برزخی احوال اور(4)معجزۂ معراج اسرار وحقائق۔

☆انوارخطابت حصۂ ہشتم برائے شعبان المعظم:(1)ضرورت فقہ اور مقامِ امام اعظم (2)شب براءت بخشش ومغفرت کی رات(3)توبہ واستغفار فضائل وآداب (4) ماہ رمضان استقبال واہتمام۔

☆انوارخطابت حصۂ نہم برائے رمضان المبارک:(1)روزہ دنیوی اور اخروی فوائد کا مظہر۔(2)زکوۃ'اسلام کا رکن،قرب الہی کا ذریعہ۔(3)فتح مکہ اسباب ونتائج۔(4)حضرت مولائے کائنات،خصائص وکمالات۔(5)شب قدر،فضائل وخصوصیات۔

☆انوارخطابت حصۂ دہم برائے شوال المکرّم: (1)رمضان کے بعد ہماری زندگی کیسی ہو؟،(2)حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ فضائل ومناقب، (3)علم،فضیلت واہمیت،(4)خوف وخشیت' تقرب الہی کا ذریعہ۔

☆انوارخطابت حصۂ یازدہم برائے ذی القعدہ:(1)الکٹرانک میڈیا اور اس کی تباہ کاریاں۔(2)حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ،شخصیت وتعلیمات ۔ (3)زیارت روضۂ اطہر،فضائل وآداب۔(4)حج وعمرہ،فضائل وبرکات۔

☆انوار خطابت حصۂ دوازدہم برائے ذی الحجہ:(1)حضرت ابراہیم علیہ السلام پیکر صبر واستقلال(2)قربانی قرب الٰہی کا عظیم ذریعہ،(3)حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ فضائل وکمالات۔(4)تقاریب کومنکرات سے کس طرح بچائیں؟

خطیب صاحبان کی سہولت کی خاطر انشاء اللہ تعالیٰ عربی خطبات کے اضافہ کے ساتھ ان تمام حصوں کومجموعی شکل میں طبع کیا جائے گا

جو اصحاب خیر اشاعتی کاموں میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ ریسرچ سنٹر پر اوقات کار میں رابطہ کر سکتے ہیں۔

مولانا محمد عبدالقدیر قادری صاحب اور مولانا حافظ احمد محی الدین رفیع صاحب نے اس کی کمپوزنگ کی اور مولانا حافظ محمد حنیف قادری صاحب،مولانا حافظ سید واحد علی قادری صاحب،مولانا حافظ سید احمد غوری نقشبندی صاحب مولانا حافظ محمد افسر الدین قادری صاحب نے پروف ریڈنگ کی،جناب محمد معین الدین نقشبندی صاحب،جناب محمد عبدالقادر عرفان صاحب اور جناب محمد عبدالرحمٰن صاحب خطابات کی ایڈیٹنگ واپلوڈنگ کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں،اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات اور جملہ معاونین وکارکنان کو اپنے فضل وکرم سے اجر جزیل عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمت دین متین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اخیر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ سلامت با کرامت رکھے،آپ کی ذات گرامی سے قوم ملت کو مزید فیضیاب فرمائے ،اور اس گلدستۂ خطابت کی مہک سے جہاں کو مہکائے۔آمین۔

از:**محمد خالد علی قادری،ناظم شعبۂ نشر واشاعت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر**

حضرت ابراہیم علیہ السلام صبر واستقامت کے پیکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ.صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اسلام کی تاریخ قربانیوں سے بھری پڑی ہے، ماہ ذی الحجہ کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادلازمی طور پرآتی ہے،مناسک حج ہوں یا قربانی کا موقع ،مکہ مکرمہ کی وادی ہو یا منٰی وعرفات کی گھاٹیاں، صفا ومروہ کی چٹانیں ہوں یا چاہ زمزم کا آب شیریں،حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاداہل اسلام کوایک نئے جوش وخروش سے ہمکنار کرتی ہے، آپ کے تذکرہ سے پژمردہ دلوں کونئی زندگی ملتی ہے، مایوس دل کوحوصلہ ملتاہے،آپ کے واقعات سننے سنانے سےعقیدہ میں پختگی اورعمل میں چستی پیدا ہوجاتی ہے۔ ؎

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

اللہ تعالی نے انبیاء کرام کومعجزے عطا فرمائے،کوئی نبی بغیر معجزہ کے تشریف نہیں لائے ،حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کوبھی اللہ تعالی نے عظیم معجزات عطا فرمائے اورآپ کی مبارک زندگی کوانسانیت کے لئےنمونۂ عمل بنایا۔آپ نے زندگی کے

ہر مرحلہ میں دین اسلام کی حیات وبقا کے لئے اپنا ہر لمحہ، ہر سانس قربان کردیا؛ یہاں تک کہ اپنا مال، اپنی اولاد اور اپنی جان بھی حق تعالی کے لئے قربان کیا۔

اللہ تعالی جب کسی بندے کو اپنا محبوب بنانا چاہتا ہے تو اس کو کڑی آزمائش اور سخت امتحان کے مرحلہ سے گزارتا ہے، جب بندہ امتحان میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہے، مگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالی پہلے اپنا بناتا ہے، پھر انہیں منزل امتحان سے گزارتا ہے، انبیاء کرام کی آزمائش صرف اس لئے ہوتی ہے کہ کائنات کو ان حضرات کا عزم واستقلال اور ثابت قدمی بتائی جائے؛ تاکہ امت، امتحان وآزمائش کے وقت ان کی ثابت قدمی کو پیش نظر رکھے اور اُسے منزل فلاح سے ہمکنار ہونے میں آسانی ہو۔

خطبہ میں ذکر کردہ آیت کریمہ میں ارشاد الہی ہے:

وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهٗ	اور جب ابراہیم (علیہ السلام) کو اُن کے رب نے
بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ.	چند باتوں سے آزمایا تو اُنہوں نے اُسے پورا کیا۔

(سورۃ البقرۃ۔124)

آیت کریمہ میں مذکور "کلمات" سے کیا مراد ہے، اس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں، چوتھی صدی ہجری کے محدث ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "کلمات" کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابن عباس قال	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے،
الكلمات التى ابتلى	اُنہوں نے فرمایا: وہ کلمات جن کے ذریعہ حضرت ابراہیم
بهن إبراهيم فأتمهن	علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزمایا گیا اور اُنہوں نے اُسے پورا کیا،

فراق قومه في الله حين أمر بفراقهم ، ومحاجته نمرود في الله حتى وقفه على ما وقفه عليه من خطر الأمر الذى فيه خلافهم ،وصبره على قذفه إياه في النار ليحرقوه في الله على هول ذلک من أمرهم ، والهجرة بعد ذلک من وطنه وبلاده في الله حين أمره بالخروج عنهم ، وما أمره به من الضيافة والصبر عليها ، وماله وما ابتلى به من ذبح ولده حين أمره بذبحه، فلما مضى على ذلک من أمر الله كله وأخلصه البلاء قال الله له أسلم ،

اُس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے قوم سے علٰحدگی اختیار کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے لئے اپنی قوم سے علٰحدہ ہوگئے ،آپ نے اللہ تعالی کے بارے میں نمرود سے مناظرہ کیا یہاں تک کہ اُسے ایسے معاملہ میں لاجواب کردیا جس میں اُن لوگوں کو اختلاف تھا۔جب لوگوں نے آپ کو آگ میں جلانا چاہا تو آپ نے آگ میں ڈالے جانے پر صبر کیا ۔ جب اللہ تعالی نے قوم کو خیرباد کہنے کا حکم فرمایا تو آپ نے اپنے وطن اور ملک سے اللہ کے لئے ہجرت فرمائی ۔آپ نے ضیافت ومہمانی کا معمول قائم رکھا اور صبر کیا' جس کا اللہ نے آپ کو حکم فرمایا تھا۔ جب اللہ تعالی نے قربانی کا امر فرمایا تو آپ نے اپنے مال کو قربان کیا، اپنے فرزندِ دلبند کی قربانی کے ذریعہ آپ کا امتحان لیا گیا، ۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امتحان وآزمائش کی ان تمام دشوار گذار گھاٹیوں کو عبور کرلیا اور آزمائش کی کسوٹی پر مکمل اُترے تو اللہ تعالی نے آپ سے فرمایا: فرمانبرداری کیجئے!

قال أسلمت لرب العالمين ، على ما كان من خلاف الناس وفراقهم .	آپ نے عرض کیا: میں نے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی' جوتمام جہانوں کا پروردگار ہے، آپ کا یہ طریقہ کار، ایسے وقت رہا جبکہ لوگ آپ کی مخالفت کرتے تھےاورآپ لوگوں سے علحدگی اختیار کر چکے تھے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ البقرۃ۔124)

بندہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ رب کی معرفت حاصل کرے اور صبح وشام اس کی عبادت میں مصروف رہے، بندہ کوتین امور کی وجہ سے معرفت الہی میں درجۂ کمال حاصل ہوتا ہے :(1)ذات کی معرفت، جوخودی کی قربانی سے حاصل ہوتی ہے (2)صفات کی معرفت، جواولاد کی قربانی سے ملتا ہے(3)افعال کی معرفت، جو مال کی قربانی سے نصیب ہوتی ہے۔

جب تک یہ تین قربانیاں نہ دی جائیں محبتِ خدا کما حقہ نہیں ملتی اور نہ ہی بندہ ان قربانیوں کے بغیر کمال پاسکتا ہے۔

(روح البیان، ج7ص474،سورۃ الصافات:104،105)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محبت خداوندی میں ان تینوں امور کوسرانجام دیا آپ نے جان کی قربانی کی، مال بھی خرچ کیا اوراولاد کوبھی قربانی کیا۔

❁ راہِ خدا میں مال کی قربانی ❁

محبت کی علامت ونشانی یہ بتائی گئی کہ چاہنے والا جوعمل کرے اپنے محبوب کے لئے ہی کرے، سننا چاہے تو صرف محبوب کی بات سنے اور گفتگو کرے تو اسی کا ذکر کرے، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت الہی میں اتنا سرشار رہے کہ بذاتِ خود ذکر خدا میں مستغرق رہتے ، کسی اور سے اللہ تعالی کا ذکر سنتے تو ذکر الہی سے لطف اندوز ہوتے ، ذکر کی حلاوت وشیرینی کے اثر سے اس قدر متاثر ہوتے کہ ذکر کرنے والے شخص سے بار بار ذکر کرنے کی خواہش فرماتے اور ذکر الہی کی نسبت سے کوئی قربانی دینے کی نوبت آجاتی تو گریز نہ کرتے۔

حق تعالی نے اپنے خلیل کو مال و دولت کی کثرت عطا فرمائی، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے:

ورد فی الخبر انہ کان لہ خمسۃ آلاف قطیع من الغنم فتعجب الاغنام علیھا اطواق الذھب فطلع ملک فی صورۃ آدمی علی شرف الوادی فسبح قائلا سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح فلما سمع الخلیل تسبیح حبیبہ اعجبہ وشوّقہ نحو لقائہ ...... وکانوا خسمۃ آلاف غلام فانصفت الملائکۃ وسلمت بخلتہ کما سلمت بخلافۃ آدم

آپ کے پاس بکریوں کے پانچ ہزار ریوڑ اور پانچ ہزار غلام تھے، بکریوں کی نگہداشت وحفاظت کے لئے جو کُتّے تھے ان کے گلوں میں سونے کے پٹے رہتے تھے، فرشتوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ آپ کے پاس کثرت سے مال موجود ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ اللہ کے خلیل ہیں، مقام خلت پر فائز ہیں، مال ودولت کی یہ فراوانی اور مقامِ خلت کا ایک ذات میں جمع ہونے سے فرشتے متعجب ہوئے۔(روح البیان، ج7ص474، الصافات:104، 105)

تسبیح سننے کے عوض تمام مال قربان کردیا

چنانچہ آپ کے مرتبہ کے اظہار کی خاطر اللہ تعالی نے آزمائش کے لئے ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں زمین پر بھیجا، جس راہ سے حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بکریاں لیکر جاتے تھے، اسی راہ میں وہ فرشتہ انسان کی شکل میں اونچے ٹیلے پر بیٹھ گیا اور ذکر الہی میں مصروف ہوکر بآواز بلند کہنے لگا:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ. میرا رب پاک اور عظمت والا ہے، فرشتوں اور حضرت جبریل کا پروردگار ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے محبوب کی تسبیح سنی تو اس کی لقاء کا اشتیاق موجزن ہوا، آپ نے ان سے فرمایا:

یا انسان کرر ذکر ربی فلک نصف مالی فسبح بالتسبیح المذکور فقال کرر تسبیح خالقی فلک جمیع اموالی مما تری من الاغنام والغلمان.

اے انسان! میرے رب کا ذکر دوبارہ سناؤ' میں تمہیں اپنا آدھا مال عطا کردونگا، اس نے دوبارہ تسبیح وتقدیس کے گن گائے، آپ نے فرمایا: میرے خالق کا ذکر دوبارہ کرو؛ میرا ہر قسم کا مال ومنال جو بکریاں' غلام اور جو کچھ تم دیکھ رہے ہو وہ سارے کا سارا تمہارے لئے ہی ہے

(روح البیان، ج7ص474،الصافات:104،105)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مال ذکر الٰہی کے لئے خرچ کر کے بتادیا کہ محبت الٰہی میں اس درجہ فنا ہوجاؤ کہ مال کی محبت تمہیں راہِ خدا میں خرچ کرنے سے نہ روکے، دنیا اور دنیا کی دولت رب نے عطا کی ہے تو اس دنیوی دولت کے عوض اللہ تعالی سے دولتِ عقبٰی خریدنی چاہئے، اخروی درجات اور اعلی مراتب کا سوال کرنا چاہئے۔ اس کے برخلاف مال کی محبت میں منہمک ہوکر آخرت سے غفلت کرنا' دولت عقبٰی سے محروم ہوجانا اور راہ خدا میں خرچ نہ کرنا، بندگی کا تقاضا نہیں۔

❁ قوم کے لئے دعوت حق ❁

حضرات ! حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو مسلسل حق کی دعوت دیتے رہے، بت پرستی کے عواقب ونتائج بیان فرماتے رہے اور خدائے واحد کی عبادت سے دنیا وآخرت میں کیا فوائد ہیں، یہ سمجھاتے رہے، دعوت دین کے میدان میں آپ نے جہدِ مسلسل وسعی پیہم کی، لیکن قوم نے کورِ باطن واندرونی خباثت کی وجہ سے دعوتِ حق کو قبول نہ کیا۔

❁ آتش کدہ گلزار بن گیا ❁

برادران اسلام! حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلسل ہدایت کی دعوت دیتے اور بت پرستی سے منع فرماتے رہے، لوگوں کے دل چونکہ مسخ ہوچکے تھے اسی لئے انہوں نے مضبوط دلائل کے باوجود نہ ہدایت پائی اور نہ اس کی اشاعت میں حصہ لیا، بلکہ راہ حق سے روکنے کی مذموم سعی کی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیتیں پہنچانے لگے، جب لوگ آپ کے دلائل کے سامنے عاجز ہوگئے تو آپ کو آگ میں ڈالنے کے مشورے کرنے لگے اور منصوبے بنانے لگے، لوگوں نے کہا ایک بڑی عمارت بنا کر اس میں آگ کو خوب دہکایا جائے اور آپ کو اس آگ میں ڈالا جائے۔ قرآن شریف میں ان کا قول اس طرح مذکور ہے:

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ.

وہ کہنے لگے: اُن کے لئے ایک آتش خانہ بناؤ، پھر ان کو دہکتی آگ میں ڈالدو۔

(سورۃ الصافات۔97)

اورسورۃ الانبیاء میں مذکور ہے :

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنتُمْ فَاعِلِين.	لوگوں نے کہا (حضرت) ابراہیم کو جلادو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم کرنے والے ہو۔

(سورۃ الانبیاء۔68)

اس آیت کریمہ کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں :

قال ابن اسحق كانوا يجمعون الحطب شهرا فلما جمعوا ما أرادوا واشعلوا في كل ناحية من الحطب فاشتعلت النار واشتدت حتى ان كان الطائر لتمربها فتحرق من شدة وهجها فاوقدوا عليها سبعة ايام روى انهم لم يعلموا كيف يلقونه فيها فجاء إبليس فعلمهم علم المنجنيق فعلموا ثم عمدوا إلى ابراهيم فرفعوه إلى راس البنيان وقيدوه ثم وضعوه في المنجنيق مقيدا مغلولا	حضرت ابن اسحاق نے فرمایا: لوگوں نے ایک مہینہ لکڑیاں جمع کیں، جب لکڑیاں جمع کر چکے تو تمام لکڑیوں میں آگ جلائی، پھر آگ بھڑک اٹھی اور اس کے شعلے اتنے بلند ہونے لگے کہ اگر کوئی پرندہ اس کے پاس سے بھی گزرتا تو اس کی گرمی کی شدت سے مرجاتا۔ انہوں نے سات روز ان لکڑیوں کو جلتے رہنے دیا۔ اب انہیں یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ اس بھڑکتی آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیسے ڈالیں؟ انسان کا ازلی دشمن شیطان آ گیا، اس نے انہیں منجنیق بنانے کی تعلیم دی اور اس کے ذریعہ پھینکنے کا مشورہ دیا، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک بلند عمارت پر لے گئے، آپ کے ہاتھ پیر باندھ کر منجنیق میں ڈال دیا،

فصاحت السموات والأرض ومن فيها من الملئكة وجميع الخلق.......فلما أرادوا القائه فی النار أتاه خازن المياه فقال ان أردت أخمدت النار وأتاه خازن الرياح فقال ان شئت طيرت النار فی الهواء فقال ابراهيم لا حاجة لی إليكم حسبی الله ونعم الوكيل.

اس منظر کو دیکھ کر جن وانس کے سوا زمین وآسمان کی ہر چیز کی چیخ نکل گئی۔......جب انہوں نے آپ کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو پانی کا فرشتہ حاضر خدمت ہوا اورعرض کیا: اے ابراہیم علیہ السلام !اگر آپ چاہیں تو میں اس آگ کو یکدم بجھا دوں؟ ہوا کا فرشتہ آیا عرض کیا: ابراہیم علیہ السلام! اگر آپ چاہیں تو میں اس آگ کو ہوا سے اڑا دوں ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کمالِ استغناء کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ، میرا اللہ کافی ہےاوروہ بہتر کارساز ہے۔

(التفسیر المظہری،سورۃ الانبیاء۔68)

وروی عن أبی بن كعب ان ابراهيم قال حين أو ثقوه ليلقوه فی النار لا اله الا أنت سبحانک لک الحمد ولک الملک لا شريک لک ثم رموا به فی المنجنيق إليها

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے جب انہوں نے باندھا تو آپ نے لا الـه الا انت سبحانک لک الحمد ولک الملک لا شريک لک پڑھا' پھرانہوں نے آپ کو جب منجنیق میں بٹھادیا

واستقبلہ جبرئیل	اس وقت حضرت جبریل امین حاضر ہوئے، عرض کی
فقال یا ابراھیم	:اے ابراہیم علیہ السلام! میرے لائق کوئی خدمت
ألک حاجة قال اما	ہو تو حاضر ہوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
إلیک فلا قال	فرمایا:اے جبریل! مجھے تمہاری اعانت کی کوئی
جبرئیل قال ربک	ضرورت نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:
فقال ابراھیم	اپنے رب سے ہی التجا کر لیجئے۔فرمایا:وہ میرے
حسبی من سوالی	حال سے خوب واقف ہے مجھے عرض کرنے کی کوئی
علمه بحالی.	ضرورت نہیں۔

(تفسیر البغوی،سورۃ الانبیاء۔68۔التفسیر المظھری،سورۃ الانبیاء۔68)

اس کے بعد ان ظالموں نے آپ کو منجنیق کے ذریعہ آگ میں پھینک دیا، جیسے ہی آپ آگ کے قریب ہوئے اللہ تعالی نے آگ کو ٹھنڈی ہونے کا حکم فرمایا' ارشاد الٰہی ہے:

قُلْنَا یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَسَلَامًا	ہم نے کہا :اے آگ!ابراہیم پر
عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ.	ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔

(سورۃ الانبیاء۔69)

اس آیت کریمہ کے تحت صاحبِ تفسیر مظھری فرماتے ہیں:

ومن المعروف فی الآثار	مشہور روایتوں میں ہے کہ اللہ تعالٰی نے جب
أنه لم یبق یومئذ نار فی	آگ کو ٹھنڈی ہونے کا حکم فرمایا تو اس دن روئے
الأرض إلا طفئت	زمین پر کوئی آگ دہکتی نہ رہی سب بجھ گئیں

فلم ينتفع في ذلك اليوم	اور دنیا میں کسی شخص نے اس دن آگ سے کوئی
بنار في العالم ولو لم يقل	فائدہ نہ اٹھایا، پھر اگر اللہ تعالیٰ ''ابراہیم پر
وسلاما على إبراهيم بقيت	سلامتی'' نہ فرماتا تو آگ ہمیشہ کے لئے ٹھنڈی
ذات برد أبدا	ہوجاتی۔

آگ پہلے کی طرح جلانے کی صفت سے متصف تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اسے اذیت اور تکلیف سے خالی کردیا جیسا کہ ''على ابراهيم'' کے الفاظ دلالت کرتے ہیں

قال السدى :فأخذت	علامہ سدی کہتے ہیں فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ
الملائكة بضبعي إبراهيم	السلام کو پہلوؤں سے پکڑا اور بڑے آرام سے زمین پر
فأقعدوه على الأرض فإذا	بٹھادیا، جب آپ اس آتشکدہ میں اترے تو وہاں میٹھے
عين ماء عذب وورد أحمر	پانی کا چشمہ تھا اور سرخ رنگ کے گلاب کے خوبصورت
ونرجس ، قال كعب :ما	پھول تھے، حضرت کعب فرماتے ہیں آگ نے حضرت
أحرقت النار في إبراهيم إلا	ابراہیم علیہ السلام کا بال بھی بیکا نہ کیا لیکن جن رسیوں
وثاقه قالوا :وكان إبراهيم	سے آپ کو باندھا گیا تھا انہیں جلادیا، علماء فرماتے ہیں
في ذلك الموضع سبعة	حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں سات دن رہے
أيام، قال المنهال بن عمرو	تھے، منہال بن عمرو فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ
:قال إبراهيم ما كنت أياما	السلام نے فرمایا: جودن میں نے آگ میں گزارے
قط أنعم مني من الأيام التي	وہی دن میری زندگی کے عمدہ ترین دن تھے، اللہ تعالیٰ
كنت فيها في النار	نے ان ایام میں خصوصی انعامات سے نواز تھا،

قال ابن يسار :وبعث الله	ابن یسار فرماتے ہیں سائے کے فرشتے کو
عز و جل ملک الظل فی	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت میں بھیجا،
صورة إبراهيم فقعد فيها	وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھ
إلى جنب إبراهيم يؤنسه	کرانس ومحبت کی باتیں کرتا تھا، فرماتے ہیں
قالوا وبعث الله جبريل	اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو جنت سے
بقميص من حرير الجنة	ریشمی قمیص اور جائے نماز دے کر بھیجا، جبرئیل
وطنفسة فألبسه القميص	نے قمیص آپ کو پہنادی اور جائے نماز پر بٹھا دیا
وأقعده على الطنفسة وقعد	اور پھر جبرئیل علیہ السلام ساتھ بیٹھ کر باتیں
معه يحدثه وقال جبريل :يا	کرنے لگے، جبرئیل نے کہا اے ابراہیم !اللہ
إبراهيم إن ربک يقول :	تعالیٰ فرماتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آگ
أما علمت أن النار لا تضر	ہمارے محبوبوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی، پھر
أحبابی ثم نظر نمرود	نمرود نے اپنے محل کی بالکونی سے حضرت
وأشرف على إبراهيم من	ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو عجب نظارہ دیکھا
صرح له فرآه جالسا فی	کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک باغیچہ میں
روضة والملک قاعد إلى	بیٹھے ہوئے ہیں اور فرشتہ آپ کے پہلو میں بیٹھ
جنبه وما حوله نار تحرق	کر محو گفتگو ہے، جبکہ آپ کے ارد گرد آگ
الحطب فناداه :يا إبراهيم	لکڑیوں کو جلا رہی ہے، نمرود نے اپنے محل کے
كبير إلهک الذی بلغت	اوپر سے آواز دی ،اے ابراہیم ! آپ کے
قدرته	خداوند عظیم کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے

أن حال بينک وبين ما	کہ اس نے آپ کے درمیان اور آگ کے
أری يـا إبـراهيـم هـل	درمیان اپنی حفاظت سے جو روک لگادی
تستـطيع أن تخرج منها	اُسے دیکھ رہا ہوں اے ابراہیم! کیا آپ اس
؟ قال :نـعم قال :هل	آگ سے نکل بھی سکتے ہیں فرمایا ہاں، پھر
تـخشـی إن أقـمت فيها	نمرود نے پوچھا کیا آپ کو کوئی خدشہ ہے کہ
أن تـضـرک ؟ قـال لا	اگر آپ اس میں ٹھہرے رہیں تو یہ آگ آپ
قال :فـقم فاخرج منها	کو جلا دے گی؟ فرمایا نہیں، نمرود نے کہا پھر
فقام إبراهيم يمشی فيها	کھڑے ہوجایئے اور باہر نکل
حتی خـرج مـنهـا فلما	آیئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے
خـرج إليـه قـال له :يا	شعلوں کے درمیان سے چلتے ہوئے باہر
إبـراهيـم مـن الـرجـل	تشریف لائے، جب آپ باہر آچکے تو نمرود
الـذی رأيتـه معک فی	نے پوچھا اے ابراہیم! آگ میں آپ کے
صـورتک قـاعدا إلـی	ساتھ کون تھا؟ وہ تو بالکل آپ کی تصویر تھا اور
جـنبک ؟ قال :ذلـک	آپ کے پہلو میں بیٹھا تھا، حضرت ابراہیم
مـلـک الظل أرسله إلی	علیہ السلام نے فرمایا وہ سایہ کا فرشتہ تھا، اللہ
ربـی ليؤنسنی فيها فقال	تعالیٰ نے اسے میری طرف بھیجا تھا تا کہ
نمرود :يـا إبراهيم إنی	میری تنہائی کی اکتاہٹ کو دور کرے تو نمرود
مـقـــرب إلــی إلهـک	نے کہا میں آپ کے خداوند عظیم کے لئے
قربانا	قربانی دینا چاہتا ہوں

لـمـا رأيـت من قدرته	کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جب آپ نے سارے
وعــزتــه فيـمـا صنع	خداؤں کی عبادت سے منہ موڑ کر اس کی عبادت اور
بك حيــن أبيــت إلا	توحید کو اپنایا تو اس نے جو آپ کے ساتھ حسن سلوک
عبـادته وتوحيده إني	کرنے میں اپنی سطوت وقدرت کا کرشمہ دکھایا ہے
ذابـح لـه أربعة آلاف	اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں، میں اس کی رضا کے
بـقرة فقال له إبراهيم	لئے چار ہزار گائے ذبح کروں گا، حضرت ابراہیم نے
:إذا لا يــقبـل الـلــه	فرمایا جب تک تو مشرکانہ عقائد کا حامل اور اس غلط
مـنـك مـا كنت على	دین کا پیرو ہے اللہ تعالیٰ تیری قربانی قبول نہیں فرمائے
ديـنـك حتـى تـفـارقه	گا، تو اپنا یہ باطل مذہب چھوڑے گا تب تیری کوئی
إلـى ديـنـي فقال :لا	قربانی قبول ہوگی، نمرود نے کہا میں اپنی سلطنت تو
أستـطيع ترك ملكي	چھوڑ نہیں سکتا، آپ کا دین اپنانے میں مجھے اپنی
ولـكن سوف أذبحها	بادشاہی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے لیکن میں اس کے
لـه فـذبحها له نمرود	لئے گائیں ذبح کروں گا، تو نمرود نے گائیں ذبح کیں
ثـم كف عـن إبراهيم	اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی زک پہنچانے سے
ومـنـعـه الـلـه منه قال	باز آ گیا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے یہ منظر دکھا کر
شـعيــب الـجبـائـي :	حضرت ابراہیم کو اس کی آزادیوں اور پابندیوں سے
ألقي إبراهيم في النار	بچالیا۔ شعیب جبائی فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم
وهـو ابن ست عشرة	کو آگ میں ڈالا گیا تو اس وقت آپ کی عمر سولہ سال
سنة .	تھی۔

(التفسیر المظہری، سورۃ الانبیاء۔ 69)

حضرات! اللہ تعالی نے آگ کو ٹھنڈی ہونے کے ساتھ سلامتی بن جانے کا حکم فرمایا' کیونکہ کوئی چیز زیادہ ٹھنڈی ہوجائے تو نقصان کا اندیشہ ہوتاہے، اس لئے فرمایا: ایسی ٹھنڈی ہو کہ سردی بھی نہ ہونے پائے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں جلایا' آپ میں جلانے کی قوت وصلاحیت جس پروردگار نے رکھی ہے اُسی کا حکم ہوا کہ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تسلیم ورضا کے مقام پر تھے، آپ نے رضا بالقضاء کے پیکر بن کر آگ میں ڈالے جانے کو قبول کیا کہ اگر فیصلۂ خداوندی یہی ہے اور جان جاتی ہے تو جائے' میں ہر حال میں اپنے رب کے فیصلہ کو تسلیم کرنے والا اور اس کے منشأ کے مطابق ہی چلنے والا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے صحیح وسلامت باہر تشریف لائے، آگ آپ کو معمولی بھی نقصان نہ پہنچاسکی، اس عظیم معجزہ کو دیکھ کر بھی وہ لوگ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تو آپ نے حکم الہی کے مطابق اپنا وطن ترک کیا اور وہاں سے ہجرت کر کے ملک شام کی طرف کوچ فرمایا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَقَالَ إِنِّی ذَاهِبٌ إِلَی رَبِّی سَیَهْدِینْ	اورآپ نے کہا میں ایسی جگہ جانے والا ہوں جہاں کا رب نے حکم فرمایا، یقیناً وہ مجھے منزل تک پہنچائے گا۔

(سورۃ الصافات۔ 99)

علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وَقالَ ابراهيم حين خرج من النار سالما ولم يؤمنوا به إِنِّي ذاهِبٌ إِلى رَبِّي يعني اهجر دار الكفر واذهب إلى حيث اتجرد فيه بعبادة ربي سَيَهْدِينِ(99) ...... يعني خرج من النار سالما وقال انّي ذاهب إلى ربّي سيهدين إلى ما فيه صلاح ديني أو إلى مقصد قصدته حيث أمرني ربي وهو الشام وحينئذ فرّ ابراهيم هاربا مع سارة من ارض بابل من خوف نمرود وكانت سارة من أجمل نساء عصرها ومرّ بحدود مصر وفرعونها يومئذ صادف بن صادف

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ سے صحیح وسلامت باہر تشریف لائے اور مشرک اتنا بڑا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو آپ نے فرمایا میں تمہارے دارالکفر کو چھوڑ کر جارہا ہوں اور میں ایسی جگہ جارہا ہوں جہاں میں سکون اور دلجمعی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کروں گا، جب آپ آگ سے سلامتی کے ساتھ باہر تشریف لائے تو فرمایا میں اپنے رب کی طرف جارہا ہوں، وہ میری ایسی جگہ رہنمائی فرمائے گا جہاں میرے دین کی صلاح ہوگی یا یہ معنی کہ میں وہاں کا قصد کروں گا جہاں کا میرا رب مجھے حکم فرمائے گا تو آپ شام تشریف لے گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے خوف سے بابل کی زمین سے حضرت سارہ کو لے کر نکل پڑے اور حضرت سارہ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے زائد حسین وجمیل تھیں اور آپ مصر کی حدود سے گزرے، جبکہ مصر کا فرعون اس وقت صادف بن صادف تھا۔

فغصب سارة من ابراهيم فحمل صادف الجبار سارة إلى قصره وجعل اللّه الجدر والستور لابراهيم كقشر البيضة ينظر إليها كيلا يقيد قلبه إليها وكان رجلا غيورا -فلمّا همّ بها زلزل القصر فلم يدران ذلك من أجلها فتحول إلى القصر الثاني فزلزل به فتحول إلى القصر الثالث فزلزل به فقالت سارة هذا من إلى ابراهيم رد إليه امرأته وفي رواية فلمّا مدّيده إليها شلت يده

(مصر کے باشاہ کا لقب فرعون ہوتا تھا) اس نے حضرت ابراہیم سے حضرت سارہ کو چھین لیا اور انہیں اپنے محل میں لے گیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے لئے دیواروں اور پردوں کو انڈے کے پردے کی طرح باریک بنادیا تا کہ آپ حضرت سارہ کو دیکھتے رہیں اور آپ کا دل مطمئن رہے، آپ انتہائی غیرت مند شخصیت کے مالک تھے، جب اس ظالم نے حضرت سارہ کا ارادہ کیا تو محل میں زلزلہ آ گیا، ظالم کو معلوم نہ ہوا کہ یہ زلزلہ حضرت سارہ کی وجہ سے ہے وہ دوسرے محل میں منتقل ہوگیا تو وہ بھی لرزنے لگا، وہ تیسرے محل میں چلا گیا تو وہ بھی اسی طرح لرزنے لگا کو آپ کی زوجہ مطہرہ واپس کردی، حضرت سارہ نے کہا یہ سب کچھ ابراہیم کی وجہ سے لرز رہا ہے، فرعون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی زوجہ مطہرہ واپس کردی، ایک اور روایت میں ہے کہ جب فرعون نے حضرت سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ شل ہوگیا،

فــاستـغــاث صــادف بسـار ـة وطـلب الدعاء فـدعـت سـار ـة فعادت اليــد كــمــا كــانــت فــمــديـده إليهـا ثـانية فــصـــارت مشـــلـولة فطلب الدعاء منها ثانيا وعهـد ان لا يفعل لهذا الـفـعـل فدعت السارة فـــمـــد يـــده إليهـــا ثـالثةفشـلـت يـده ثالثا وحـلف ان عوفي ان لا يـفعل ابدا فدعت سارة فـصحت يده - وروى أحــمــد فــي مسـنـده والبـخاري ومسلم عن أبـي هـريـرـة عن النبي صـلـي الـلّه عليه وسلم بينا هو ذات يوم وسارة إذ اتـي عـلـي جبـار من الجبابرة

اس نے حضرت سارہ سے فریاد کی اور دعا کی درخواست کی ،حضرت سارہ نے اس کی درستگی کے لئے دعافرمائی ،اس کا ہاتھ پہلے کی طرح بالکل ٹھیک ہوگیا ،فرعون نے دوبارہ آپ کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر وہ مفلوج ہوگیا،اس نے دوبارہ آپ سے دعا کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ پھر ایسی حرکت نہیں کرے گا،حضرت سارہ نے دعافرمائی تو وہ ہاتھ ٹھیک ہوگیا،اس بے غیرت نے تیسری مرتبہ پھر ہاتھ بڑھایا،وہ ہاتھ پھر شل ہوگیا،اب اس نے قسم کھائی کہ اب اگر ہاتھ ٹھیک ہوگیا ہوگیا پھر ہرگز ایسی حرکت نہیں کروں گا،حضرت سارہ دعافرمائی اور ہاتھ ٹھیک ہوگیا۔امام احمد نے اپنی مسند میں اورامام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کی معیت میں ایک جابر بادشاہ کے پاس سے گزرے،

فقيل له ان ها هنا رجل معه امراة من احسن الناس فارسل إليه فسأله عنها فقال من هذه قال أختي فاتي سارة فقال يا سارة ليس على وجه الأرض مؤمن غيري وغيرك وان هذا سالني فاخبرته انك أختي فلا تكذبني فارسل إليها فلمّا دخلت عليه ذهب يتناولها بيده فاخذ فقال ادعي اللّه لي ولا اضرك

جب کہ اس بادشا کو پہلے خبردی گئی تھی کہ یہاں ایک آدمی آیا ہے جس کے ساتھ ایک خوبصورت عورت ہے ، بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور سارہ کے متعلق پوچھا کہ اس سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ میری بہن ہے، حضرت ابراہیم یہ جواب دے کر جب سارہ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا اے سارہ روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے، اس ظالم بادشاہ نے تمہارے متعلق مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا وہ میری بہن ہے تو میری تکذیب نہ کرنا، (کیونکہ اسلام اور ایمان کے رشتہ سے حقیقت میں تم میری بہن ہو) بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلایا ، جب آپ بادشاہ کے دربار میں پہنچیں تو اس نے بدنیتی سے آپ کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ شل ہوگیا، بادشاہ نے حضرت سارہ سے دعا کی درخواست کی اور کہا میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا،

فدعت اللّٰه فاطلق ثم	حضرت سارہ نے دعا فرمائی اس کا ہاتھ ٹھیک ہوگیا،
تناولها ثانيا فاخذ	بادشاہ نے اپنے درباری کو بلایا اور کہا تو میرے
مثلها أو أشد فقال	پاس کسی انسان کو نہیں کسی جن کو لایا ہے، بادشاہ نے
ادعى اللّٰه لي ولا	حضرت سارہ کو خدمت کے لئے ایک باندی ہاجرہ
اضر كفدعت اللّٰه	پیش کی، جب حضرت سارہ ہاجرہ کو لے کر حضرت
فاطلق فدعا بعض	ابراہیم کے پاس پہنچیں تو آپ کھڑے ہوکر نماز
حجبته وهو قائم	پڑھ رہے تھے، حضرت ابراہیم نے ہاتھ سے اشارہ
يصلي فاومى بيده	سے فرمایا کیا ہوا؟ حضرت سارہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
مهيم قالت رد اللّٰه	نے فاجر کے مکر اور سازش کو اس کے سینے میں
كيد الفاجر في نحره	لوٹا دیا اور اس نے مجھے خدمت کے لئے ہاجرہ
وأخدمني هاجر -	باندی دی ہے۔

حضرت سارہ کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہاجرہ ایک قابل رغبت عورت ہے انہیں اپنی خدمت میں قبول فرمالیں ہوسکتا ہے ان کے بطن سے آپ کو اولاد ہوجائے۔

۞ فرزندِ دلبند کی خوشخبری ۞

اب تک آپ کو اولاد نہ ہوئی تھی، اس ہجرت کے بعد آپ نے رب کائنات سے التجا کی کہ اولاد کی نعمت بخشے:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ   اے میرے رب مجھے فرزندِ صالح عطا فرما۔

(سورۃ الصافات۔100)

اللہ کے محبوب بندوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول ہوئی، اللہ تعالی نے آپ کو فرزند ہمت بلند سرفراز کرنے کی خوشخبری عطا فرمائی؛ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ   تو ہم نے اُنہیں ایک بردبار صاحبزادہ کی بشارت دی۔

(سورۃ الصافات۔101)

برادران اسلام! اِس آیتِ کریمہ میں کلمہ ''غلام'' کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت خلیل کو لڑکا ہوگا اور وہ ایسی عمر پائینگے جس میں عقل کمال و بلندی تک پہنچتی ہے اور انسان کا شمار اربابِ عقل و دانش میں ہونے لگتا ہے۔ (خازن، سورۃ الصافات۔101)

حضرت ابراہیم کا مثالی خاندان

حضرات! یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک اور امتحان لیا جاتا ہے، عمر شریف کے اس حصہ میں شہزادہ عطا کیا گیا، پھر حکم ہوتا ہے کہ اپنے شہزادہ اور اہلیہ کو ایک ایسے مقام پر چھوڑ آؤ جہاں نہ کوئی گھاس ہو نہ پانی، حکم الہی کی تعمیل میں آپ نے اپنے شیر خوار شہزادہ کو بے آب و گیاہ مقام پر چھوڑ دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اپنے شہزادہ کو مکہ مکرمہ لے آئے، اور انہیں بیت اللہ شریف کے قریب ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا، اس وقت

مکہ مکرمہ میں نہ کوئی انسان تھا اور نہ ہی وہاں پانی موجود تھا۔ آپ نے انہیں ایک چمڑے کا تھیلا دیا جس میں کھجور تھے اور پانی سے بھرا ہوا ایک چھوٹا مشکیزہ دیا۔

جب آپ واپس جانے لگے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں: آپ ہمیں اس جنگل میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؛ جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی اور چیز؟ وہ بار ہا یہی کہتی رہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انھیں مڑ کر بھی نہیں دیکھا، تب حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے عرض کیا: کیا اللہ تعالی نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا: **اذالا یضیعنا** پھر تو اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا، یہ کہہ کر وہ اطمنان کے ساتھ واپس لوٹ آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی وہاں سے تشریف لے گئے۔

جب آپ ثنیہ پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے' وہاں رک گئے اور کعبۃ اللہ شریف کی جانب رُخ کیا اور اپنے دستہائے اقدس اٹھا کر ان کلمات کے ساتھ دعا کی: اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس اس بے آب وگیاہ مقام پر ٹھہرایا، اے ہمارے پروردگار! تا کہ یہ نمازیں پڑیں، اور تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں، اور ان کو میووں سے روزی عطا فرما، تا کہ وہ تیرا شکر بجالائیں۔ (سورۃ ابراہیم، 37)

صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ ، اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ ، وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ ، فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ ، فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ ، وَ وَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا : خواتین میں سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے کمرپٹا باندھا۔۔۔۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو اور آپ کے شہزادہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو(مکہ مکرمہ) لے آئے ، اور ہاجرہ علیہاالسلام (اسوقت) حضرت اسماعیل علیہا السلام کو دودھ پلاتی تھیں اور انھیں بیت اللہ کے قریب مسجد کی بلند جانب ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا جو اس مقام پر ہے جہاں آب زمزم ہے، اس وقت مکہ مکرمہ میں کوئی آباد نہ تھا، اور نہ ہی وہاں پانی تھا ۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان حضرات کو وہاں بٹھایا اور چمڑے کا ایک تھیلا کھجوروں سے(بھرا ہوا) اور پانی سے بھرا ہوا ایک چھوٹا مشکیزہ دیا ۔ پھر جب آپ واپس جانے لگے تو حضرت ام اسمعیل علیہاالسلام ان کے پیچھے ہوئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کرنے لگیں ! ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو

وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ اَنِيسٌ وَلاَ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا ، وَجَعَلَ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ آللَّهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ .قَالَتْ إِذًا لاَ يُضَيِّعُنَا .ثُمَّ رَجَعَتْ ، فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لاَ يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ، ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ (رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ) حَتَّى بَلَغَ (يَشْكُرُونَ) .	کہ جہاں نہ کوئی مونس وغمگسار ہے اور نہ کوئی اور چیز؟ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے بار ہا یہی الفاظ دہرائے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انھیں نہیں دیکھا تو ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ کیا اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ہاں انھوں نے جواب دیا کہ پھر تو اللہ تعالی ہمیں ضائع ہونے نہیں دیگا، یہ کہہ کر وہ واپس لوٹ آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس جانے لگے یہاں تک کہ جب اس پہاڑی پر پہنچے جہاں سے آپ انہیں دکھائی نہ دے سکتے تھے تو آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ کیا پھر ان کلمات کے ساتھ دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی: اے ہمارے پروردگار !میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس اس بے آب وگیاہ مقام پر ٹھہرایا ،اے ہمارے پروردگار! تاکہ یہ نمازیں پڑھیں،اور تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں،اور ان کو میوں سے روزی عطا فرما،تاکہ وہ تیرا شکر بجالائیں۔(سورۃ ابراہیم،37)

وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ ، وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا ، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى . أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ . فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا ، فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا ، فَهَبَطَتْ مِنَ ، الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ ، حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ ، فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا ، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ .

اورسیدہ ہاجرہ علیہا السلام حضرت اسماعیل علیہا السلام کودودھ پلاتی اور خود مشکیزہ میں سے پانی پیتی پلاتی رہیں، یہاں تک کہ جب مشکیزہ میں پانی ختم ہوگیا، جس کے باعث آپ کو اور آپ کے لخت جگر کو پیاس محسوس ہوئی، جب آپ نے دیکھا کہ شہزادہ پیاس کی وجہ بے تاب ہورہے ہیں یا فرمایا کہ ایڑیاں رگڑر رہے ہیں، تو وہ اس منظراو دیکھ کر پانی کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں، آپ کے سامنے صفا پہاڑ قریب ہی تھا آپ اس پر چڑھ گئیں پھر وادی میں دیکھا کہ شاید کوئی نظر آئے لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا پھر آپ وہاں سے اتریں اور اپنا دامن سمیٹ کر نشیب میں اس طرح دوڑیں جیسے کوئی مصیبت زدہ دوڑتا ہے یہاں تک کہ وادی کو پار کرکے مروہ پہاڑی پر پہنچیں اور اس پر چڑھ کر دیکھا کہ شاید کوئی آدمی نظر آئے لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر اسی طرح (صفا ومروہ کے درمیان) سات دفعہ چکر لگائے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ . صلى الله عليه وسلم . فَذَلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا .. فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا ، فَقَالَتْ صَهٍ .تُرِيدَ نَفْسَهَا ، ثُمَّ تَسَمَّعَتْ ، فَسَمِعَتْ أَيْضًا ، فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ ، إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ . فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ ، عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ . أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ . حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا ، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا ، وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ . صلى الله عليه وسلم .

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی لئے لوگوں کے لئیان دونوں (صفا ومروہ) کے درمیان سعی مقرر کی گئی ہے پھر جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام (آخری چکر میں) مروہ پر چڑھیں تو انھوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ کے دل میں خیال آیا کہ اس کو سننا چاہئیے، پھر وہی آواز سنی تو کہنے لگیں کہ (اے اللہ کے بندے !تو جو کوئی بھی ہے) میں نے تیری آواز سن لی، کیا تو ہماری کوئی مدد کرسکتا ہے؟ اسی دوران انہوں نے دیکھا کہ آب زمزم (چشمہ والی جگہ) کے قریب ایک فرشتہ (حضرت جبریل) ہے جو زمین پر اپنی ایڑی مارا (یا یہ فرمایا کہ) اپنا پر مارا یہاں تک کہ اس جگہ سے پانی نکلنے لگا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے ہاتھ سے (مٹی سے) اس کے گرد حوض سا بنانے لگیں اور پانی چلو سے بھر بھر کر اپنی مشکیزہ میں ڈالنے لگیں، جوں جوں وہ پانی لیتیں وہ چشمہ اور جوش مارتا جاتا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ	اللہ تعالیٰ اسمعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے!
لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ . أَوْ قَالَ	اگر وہ زمزم کو اس کے حال پر چھوڑ دیتیں (حوض
لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ .	نہ بناتیں) یا (آپ نے یہ ارشاد فرمایا) اگر وہ
لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا .	چلو بھر کر (مشکیزہ بھرنے کے لیے) پانی نہ لیتیں
. قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ	تو زمزم ایک جاری رہنے والا چشمہ ہوتا۔ (پھر
وَلَدَهَا ، فَقَالَ لَهَا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے) ارشاد فرمایا:
الْمَلَكُ لاَ تَخَافُوا	حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے خود بھی پانی پیا اور
الضَّيْعَةَ ، فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ	اپنے شہزادہ کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا
اللَّهِ ، يَبْنِي هَذَا الْغُلاَمُ ،	کہ تم اپنی جان کا خوف نہ کرو، بیشک یہاں اللہ کا
وَأَبُوهُ ، وَإِنَّ اللَّهَ لاَ يُضِيعُ	گھر ہے، جسے یہ نونہال اور ان کے والد محترم
أَهْلَهُ .وَكَانَ الْبَيْتُ	تعمیر کریں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کیا
مُرْتَفِعًا مِنَ الأَرْضِ	کرتا۔ اور اس وقت بیت اللہ (کا مقام) ٹیلے کی
كَالرَّابِيَةِ ، تَأْتِيهِ السُّيُولُ	طرح زمین سے اونچا تھا اور جب برسات کا پانی
فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ ،	آتا تو وہ دائیں بائیں سے نکل جاتا۔ سیدہ ہاجرہ
فَكَانَتْ كَذَلِكَ ، حَتَّى	علیہا السلام نے ایک مدت اسی طرح گزاری
مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ	یہاں تک کہ جرہم قبیلے کے کچھ لوگ یا بنی جرہم
. أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ .	کے کچھ افراد ان کے پاس سے گزرے جو کداء کے
مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ	راستے سے آرہے تھے۔

فَنَزَلُوا فِی أَسْفَلِ مَكَّةَ ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا .فَقَالُوا إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ ، لَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِی وَمَا فِيهِ مَاءٌ ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ ، فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ ، فَأَقْبَلُوا ، قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ ، وَلَكِنْ لاَ حَقَّ لَكُمْ فِی الْمَاءِ .قَالُوا نَعَمْ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِیُّ . صلى الله عليه وسلم . فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ ، وَهْىَ تُحِبُّ الإِنْسَ فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ ، فَنَزَلُوا مَعَهُمْ.

وہ مکہ کے نشیب میں اترے ،انھوں نے پرندوں کو وہاں گھومتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ پرندے ضرور پانی کے گرد گھوم رہے ہیں ،مگر ہم اس وادی سے اچھی طرح واقف ہیں اور یہاں پانی کہیں بھی نہیں ہے۔ پھر انھوں نے ایک یا دو آدمیوں کو پانی کا حال معلوم کرنے کیلئے بھیجا ، انھوں نے دیکھا کہ پانی موجود ہے، وہ لوٹ کر گئے اور انھیں پانی کی خبر دی ، پھر وہ تمام افراد وہاں آئے ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی کے پاس ہی ام اسماعیل علیہا السلام بیٹھی تھیں ۔ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں یہاں اپنے پاس آباد ہونے کی اجازت دیتی ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اجازت ہے،لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا ، انھوں نے اسے قبول کرلیا۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا : (جرہم کے) لوگوں نے (وہاں رہنے کی) اس وقت اجازت مانگی جب خود اسماعیل کی والدہ یہ چاہتی تھی کہ یہاں بستی ہو۔پس وہ لوگ وہیں آباد ہوگئے اور پیغام بھیج کر اپنے اہل وعیال کو بھی اسی جگہ بلالیا وہ بھی وہیں ان کے پاس آ گئے ۔

(صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، حدیث نمبر 3364)

اعتماد وتوکل کی اعلی مثال

اس واقعہ کے ذریعہ خواتین امت کو صبر وتحمل ،اعتماد وتوکل کی تعلیم دی گئی، شیرخوارگی کی عمر میں بچوں کو خصوصی نگہداشت میں رکھا جاتا ہے،ان کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے کیونکہ اس عمر میں بچوں کے اعضاءِ جسم نازک ہوتے ہیں مزاج میں نزاکت ولطافت ہوتی ہے۔

شیرخوار بچہ کو تنہا ماں کے ساتھ ریگزار ویران میں چھوڑنا، غیر معمولی واقعہ ہے، اس واقعہ میں مرد حضرات کی بھی تربیت ہے اور خواتین ومستورات کی بھی،حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے جواب میں دختران ملت کے لئے عظیم درس وپیغام ہے کہ جب آپ نے اتنا سنا کہ یہاں اللہ تعالی کے حکم کے مطابق لایا گیا ہے تو بغیر کسی تامل اور فکر کے مکمل اطمینان کے ساتھ وہیں رک گئیں،چین وقرار پایا،ظاہری طور پر وہاں نہ کوئی مونس وغمخوار ہے اور نہ کوئی ہم دم وغمگسار، نہ گھاس ہے نہ پانی، نہ کوئی مراقب ونگہبان ہے، نہ کوئی محافظ وپاسبان۔خدائے تعالی کی ذات پر اس طرح کامل یقین اور اس کی نصرت پر مکمل بھروسہ تھا کہ فرمایا: جب یہ سب اللہ تعالی کے حکم سے ہے تو ہمیں وہ ضائع نہیں کرے گا،آپ اطمینان سے واپس جائیں!۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا،حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا توکل اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی برکت سے اللہ تعالی نے وہاں زم زم کا کنواں جاری فرمادیا۔

انبیاء کا خواب، وحی کے درجہ میں

برادران اسلام! حضرتِ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آزمائشوں

کا ایک سلسلہ رہا، جو محض آپ کی شان وعظمت کے اظہار کے لئے تھا، ابتلاء وآزمائش کی ایک اوراعلیٰ منزل یہ تھی کہ پروردِگار نے دعاؤں کے بعد جولختِ جگرعطافرمایااورانکے متعلق متعدد بشارتیں عطافرمائیں، حسن وجمال' عقل وافر' فہم کامل اورکئی ایک جواہر کا مالک بنایا' جب وہ والدگرامی کے ساتھ نشست وبرخاست کرنے لگے' خلوت وجلوت میں ہم دم رہنے لگےاوراپنی خداداد صلاحیتوں سے والدِ محترم کا قلب مسرتوں سے لبریز کرنے لگے، وہ فرزند دلبند جو باغِ خلیل کی رعنائی بنے، وہ فرزند دلبند جو چمن خلیل کی بہار ہوئے، حق تعالی نے انہی کو اپنی راہ میں قربان کرنے کا حکم فرمایا اورحکم بھی دیا تو حالتِ بیداری میں نہیں بلکہ خواب کے ذریعہ حکم دیا۔

انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے، جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ارشادِ نبوی ہے:

رؤیا الانبیاء فی المنام وحی . انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کا خواب وحی کے درجہ میں ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ الصافات:103)

برادران اسلام! حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزم واستقلال پر ہزار بار قربان جائیں تو کم ہے، ہمیں اس سے فیض حاصل کرتے ہوئے ان امور میں پُرعزم وصاحب استقلال بننا چاہئے؛ جن پرعمل ہمارے لئے مشکل ہوتا ہے، جب حالات موافق نہیں رہتے، طبیعت آمادہ نہیں ہوتی یا کوئی اوررکاوٹ آجاتی ہے تو ہمارا حوصلہ پست ہوتا ہوا نظر آتا ہے، عزم ابراہیمی پر نظر ڈالیں تو ہماری ہمت بندھ جائے گی، ہمارا حوصلہ بلند ہوگا اورہم استقلال واستقامت کے ساتھ شریعت پرکاربند ہوجائیں گے۔

صاحبزادہ کی قربانی کا حکم

حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچے تو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صاحبزادہ کی قربانی کا حکم دیا گیا، حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حکمِ خداوندی کی تکمیل کا پختہ ارادہ کیا' عزم مصمم کے ساتھ آپ نے چھری اوررسی لے کر اپنے پارۂ جگر سے فرمایا: پیارے بیٹے! میرے ساتھ چلو' ہمیں اللہ کے لئے قربانی کرنی ہے، صاحبزادہ ساتھ ہوگئے' وادی منیٰ میں پوچھا: ابّا جان! ہمیں کس چیز کی قربانی کرنی ہے؟ تو آپ نے اس وقت فرمایا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ يَـا بُـنَـيَّ إِنِّي أَرٰی فِي الْمَنَامِ أَنِّـي أَذْبَـحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَی.

جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچے تو اُنہوں نے فرمایا: اے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کررہا ہوں۔ بتاؤ! تمہاری کیا رائے ہے؟

(سورۃ الصافات۔102)

برادرانِ اسلام! جس وقت قربانی کی جارہی تھی اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف تیرہ(13)سال تھی، اس کم سنی میں صاحبزادہ نے جاں نثاری کا جس متانت کے ساتھ جواب دیا؛ وہ بڑے سے بڑے حلیم الطبع وبردبار افراد کے لئے نمونہ ہے، بہادروں کے لئے ہمت وحوصلہ ہے، عرض کیا: اے والد بزرگوار! حکم کی تعمیل میں نہ میں پس وپیش کرونگا اور نہ ہی آپ پر محبتِ پسر غالب آئیگی، آپ نے تاجِ خلت پہن رکھا ہے اور جوشِ قرباں میرے رگ وپے میں موج مارتا ہے۔

قرآن کریم بزبانِ ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ناطق ہے:

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ	اے میرے والد بزرگوار! آپ کو جو حکم دیا جارہا ہے
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ	اس کو پورا کر گزریئے، اگر اللہ نے چاہا تو یقیناً آپ
مِنَ الصَّابِرِينَ	مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

(سورۃ الصافات۔102)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبزادہ سے اس لئے مشورہ کیا کہ آپ ان کے صبر واستقلال اور آزمائش کے وقت ثابت قدمی کو دیکھنا چاہتے تھے، آپ نہ صرف اک والد تھے بلکہ معلمِ قوم و مصلحِ امت بھی تھے، اگر صاحبزادہ سے جزع، فزع ظاہر ہوتو صبر کی تلقین کرنا بھی مقصود تھا لیکن ایسی کوئی صورت ظاہر نہ ہوئی؛ کیونکر ہوسکتی ہے جبکہ حضرت ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، پیکرِ استقلالِ نبی کے صاحبزادہ ہیں، آپ نے مثالی ثابت قدمی اور رضا بالقضاء کا مظاہرہ فرمایا۔

حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات پر مکمل اعتماد نہ کیا بلکہ یہ خیال فرمایا: میں ہمہ تن منشأ الٰہی ومشیت ایزدی کا تابع ہوں، بذاتِ خود خیر کا کام نہیں کرسکتا اور نہ برائی سے بچ سکتا ہوں، اسی لئے ان شاء اللہ کہا، صاحبِ تفسیر، علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وأنه لا حول عن معصية الله	اللہ تعالی کے بچائے بغیر گناہ سے بچنا ممکن
تعالى إلا بعصمة الله تعالى	نہیں اور طاعت وفرمانبرداری پر قوت وغلبہ،
ولا قوة على طاعة الله إلا	ہمت وحوصلہ بھی اسی کی توفیق سے ہے، اسی
بتوفيق الله.	لئے صبر کو مشیت الٰہی کے ساتھ ہی ذکر کیا۔

(تفسیر الخازن، ج4،ص24،سورۃ الصافات۔102)

حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام نے والد بزرگوار سے یہ عرض نہیں کیا کہ جوآپ دیکھ رہے ہیں اسی طرح کرگزریں بلکہ عرض کیا: آپ کو جوحکم دیا جارہا ہے اس کی تعمیل کیجئے! کم سنی کے باوجود ذہن کی رسائی اور فراست ایمانی کا یہ حال ہے کہ والد گرامی کے خواب کو وحی کے مرتبہ میں جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں۔

شیطان کی جانب سے رخنہ ڈالنے کی ناکام کوشش

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب صاحبزادہ کو قربانی کی خاطر لے چلے تو شیطان بے چین و بے قرار ہوگیا، اس نے حکمِ الٰہی پر حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مستعدی دیکھی تو اس عملِ خیر کو روکنے کے لئے مکروفریب سے کام لیا اور کہا آلِ ابراہیم کو میں آج آزمائش میں ناکام نہ کروں تو انہیں پھر کبھی ناکام نہ کرسکوں گا۔

شیطان ایک آدمی کی صورت میں حضرت ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ محترمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپ جانتی بھی ہیں کہ ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آپ کے بیٹے کو ساتھ کیوں لیا؟ آپ نے کہا ہاں! جنگل سے لکڑیاں چننے کے لئے۔

شیطان نے کہا: نہیں وہ تمہارے لختِ جگر کو ذبح کرنا چاہتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گھر میں اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ والدہ نے فرمایا: یہ نہیں ہوسکتا، میں جانتی ہوں حضرت ابراہیم اپنے بیٹے سے کتنی محبت رکھتے ہیں۔ شیطان نے کہا یہ تو صحیح ہے لیکن ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں ان کے شہزادہ کی قربانی کا حکم دیا، یہ سن کر

حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے فرمایا: حضرت ابراہیم اگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اُنہیں اس بات کا حکم فرمایا ہے تو اُنہوں نے بہت اچھا کیا' جو اپنے رب کی اطاعت میں لگ گئے ۔ شیطان یہاں سے مایوس ہوکر لوٹ گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا' آپ اپنے والد کی اتباع میں پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

شیطان آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے شہزادے ! والد گرامی کہاں لے جارہے ہیں ؛ کیا خبر بھی ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابھی صاحبزادہ کو بیان نہیں کئے تھے۔آپ نے فرمایا: ہاں! اس جنگل سے لکڑیاں جمع کرنے کے لئے لے جارہے ہیں۔

اس نے کہا: نہیں نہیں' والد گرامی آپ کو ذبح کرنا چاہتے ہیں، آپ نے پوچھا: وہ کیوں؟ اس نے کہا حق تعالی نے ان کو حکم دیا ہے، حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: رب نے جو حکم دیا والدگرامی کو اس کی تعمیل کرنی چاہئے، شیطان یہاں سے بھی ناکام لوٹا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اس وادی میں کچھ کام کی خاطر جارہا ہوں، شیطان نے کہا: مجھے پتہ ہے کہ شیطان نے آپ کو خواب میں صاحبزادہ ذبح کرنے کی بات دل میں ڈالی۔ یہ سن کر حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے دشمن خدا! نکل جا، دور ہوجا، میں اپنے رب کا حکم بہرصورت بجالاؤنگا۔

اس طرح شیطان اپنی تمام کوششوں اور دجل وفریب کے باوجود مایوس وناکام' رسواونامراد ہوگیا۔ (تفسیر الخازن، ج4،ص24،سورۃ الصافات:102)

کنکریوں کے ذریعہ شیطان پر ضرب نبوت

بعض روایات میں آیا ہے کہ شیطان' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ میں تین بار رکاوٹ ڈالنے کے لئے آیا، آپ نے ہر بار اس پر کنکریاں ماریں ، ضرب نبوت کی تاب نہ لاکر وہ مزید خلل اندازی کی ہمت نہ کرسکا، جیسا کہ تفسیرِ خازن میں ہے:

وقال ابن عباس :لما أمر إبراهيم بذبح ابنه عرض له الشيطان عند جمرة العقبة فرماه بسبع حصيات حتى ذهب، ثم عرض له عند الجمرة الوسطى، فرماه بسبع حصيات حتى ذهب، ثم عرض له عند الجمرة الأخرى فرماه بسبع حصيات حتى ذهب ثم مضى إبراهيم لأمر الله تعالى.	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اپنے صاحبزادہ کی قربانی کا حکم دیا گیا تو اچانک مشعرحرام میں شیطان آگیا آپ جمرۂ عقبہ کے پاس پہنچے تو شیطان وہاں آیا،آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں تو وہ چلا گیا، پھر جمرۂ وسطی کے پاس آیا ، آپ نے وہاں بھی اُسے سات کنکریاں ماریں تو وہ بھاگ گیا، پھر جمرۂ اُخریٰ کے پاس آیا تو آپ نے سات کنکریاں ماریں' یہاں تک کہ وہ چلا گیا ، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم خداوندی بجالایا۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الصافات، تفسیر الخازن ، ج 4، ص 24، سورۃ الصافات، صحیح ابن خزیمہ، کتاب المناسک، حدیث نمبر: 2738۔المستدرک علی الصحیحین ، کتاب المناسک، حدیث نمبر: 1666)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذبح کرنے کے لئے اپنے لاڈلے کو

زمین پر اوندھا لٹا دیا' تا کہ چہرہ دکھائی نہ دے کہ کہیں محبت پدری حکم بجالانے میں خلل انداز نہ ہوجائے ، پسر دلبر نے اس خیال سے کہ ذبح کے وقت جب میں مضطرب ہوجاؤں تو بارگاہِ الٰہی میں کہیں بے ادبی نہ ہو،عرض کیا! والد بزرگوار! میرے اعضاء باندھ دیجئے تا کہ مجھ سے اضطراب و بے چینی نہ ہونے پائے' پھر حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خیال پیدا ہوا کہ بارگاہِ یزدی میں قربان ہورہاہوں اور رسّی سے بندھا ہوا رہوں گا تو ایسا معلوم ہوگا گویا قیدی کی طرح زبردستی اور طبیعت کی ناگواری کے ساتھ حاضر ہوا ہوں ، اس خیال کے ساتھ ہی والدِ بزرگوار سے عرض کیا کہ مجھے کھول دیجئے ، جیسا کہ نزہۃ المجالس میں ہے:

وأن إسماعيل قال لأبيه حل وثاقي لئلا يقول الناس ذبحه قهرا ولا يعلمون أني أبذل روحي طائعا مختارا	حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا: میری رسی کھول دیجئے ،لوگ یہ نہ کہیں کہ والد نے انہیں زبردستی ذبح کرڈالا ،اور وہ نہیں جان سکیں گے کہ میں فرمانبرداری واختیار کے ساتھ اپنی جان جان آفرین کے حوالہ کررہاہوں۔

(نزهة المجالس ، باب فضل عرفة والعيدين والتكبير والأضحية)

اور اپنا دامن سمیٹ رکھئے کہ میرے خون کے چھینٹیں آپ کے دامن پاک پر نہ آئیں اور میرا قمیص ہوسکے تو میری والدہ کو دیجئے تا کہ ان کو قمیص سے تسلی ہوتی رہے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

(علامہ اقبالؒ)

حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبزادہ کو بوسہ دیا اور ان کے ہاتھ' پاؤں باندھ کر چھری گلے پر چلائی لیکن چھری نے گلا کاٹا نہیں، آپ نے تین بار پتھر پر چھری کو تیز کیا مگر چھری کو کاٹنے کا حکم نہ تھا، یہ حالت دیکھ کر صاحبزادہ نے عرض کیا: ابا جان! مجھے منہ کے بل رکھئے کہ کہیں آپ کی نظر پڑ جائے تو شفقت غالب نہ آئے اور امر الٰہی کی بجا آوری میں تاخیر نہ ہو جائے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی گردن پر بھی چھری چلا کر آزمالیا' لیکن چھری الٹی ہوگئی، قربانی کرنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور عمل باقی نہ تھا' جو جو مراحل ہونے تھے' ہو چکے، چھری تیز کی گئی، حلق پر اور گردن پر چلائی گئی لیکن چھری تیز اور دھاری دار ہونے کے باوجود کاٹتی نہ تھی' جاں نثاری کا یہ عمل جاری ہی تھا کہ قبولیت کی بشارت مل گئی اور آواز آئی، ارشاد الٰہی ہے:

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ . وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ،قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ .	جب وہ دونوں نے حکم الٰہی کو تسلیم کیا اور والد نے صاحبزادہ کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ذبح کرنے لگے تو ہم نے انہیں ندا دی کہ اے ابراہیم! واقعی آپ نے خواب سچا کر دکھایا' بے شک ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

(سورۃ الصافات۔104، تفسیر الخازن، ج4،ص24)

تفسیر در منثور میں روایت منقول ہے:

عن عطاء بن يسار رضى الله عنه قال سألت خوات بن جبير رضى الله عنه عن ذبيح الله	حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: میں نے خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا'

قال :إسماعيل عليه السلام لما بلغ سبع سنين رأى إبراهيم عليه السلام في النوم في منزله بالشام أن يذبحه فركب إليه على البراق حتى جاء ه فوجده عند أمه فأخذ بيديه ومضى به لما أمر به .وجاء الشيطان في صورة رجل يعرفه ؟ فذبح طرفي حلقه فإذا هو نحر في نحاس. فشحذ الشفرة مرتين أو ثلاثا بالحجر ولا تحز قال إبراهيم :إن هذا الأمر من الله فرفع رأسه فإذا هو بوعل واقف بين يديه فقال إبراهيم:قم يا بني قد نزل فداؤك فذبحه هناك بمنى.

تو آپ نے فرمایا: جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سات (7) سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گھر میں جو ملک شام میں واقع تھا، خواب دیکھا کہ آپ انہیں (حضرت اسماعیل علیہ السلام کو) ذبح کر رہے ہیں' تو سوار ہو کر اُن کے پاس گئے' حتی کہ ان کے پاس تشریف لائے، آپ نے انہیں ان کی ماں کے ہاں پایا، ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا اور اس کام کے لئے لے چلے جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا، شیطان ایسے آدمی کی صورت میں آیا جسے آپ پہچانتے تھے' پھر اُن گلے کے کناروں پر چھری چلانے لگے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تانبے پر چھری چلا رہے ہیں ۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پتھر سے دو یا تین مرتبہ چھری تیز کی لیکن چھری نہیں کاٹتی تھی، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سامنے ایک دنبہ کھڑا ہے، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے پیارے بیٹے ! اٹھو تمہاری جان کا فدیہ آچکا ہے پھر آپ نے (جانور) ذبح کر دیا، یہ واقعہ منیٰ میں رونما ہوا۔

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور،سورۃ الصافات۔107)

حضرات ! حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے صبر و رضا کا عظیم نمونہ پیش کیا،حکم خداوندی پر اپنے شہزادہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے ۔حضرت خلیل اللہ علیہ السلام خود پیکر استقامت بنے رہے اور اپنے شہزادہ کی بھی ایسی تربیت فرمائی شہزادہ بھی قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

حضرات !اس کے بعد حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا وصال ہوا، بعد ازاں سیدنا اسمعیل علیہ السلام کا عقد ہوا، پھر جب اللہ تعالی کا حکم آیا تو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور آپ کے شہزادہ سیدنا اسمعیل علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر فرمائی،اس کے متعلق صحیح بخاری شریف میں وارد حدیث پاک ملاحظہ ہو:

حَتَّـى إِذَا كَـانَ بِهَـا أَهْـلُ أَبْيَـاتٍ مِنْهُمْ ، وَشَبَّ الْغُلاَمُ ، وَتَـعَلَّـمَ الْعَـرَبِيَّةَ مِنْهُمْ ، وَأَنْـفَسَهُـمْ وَأَعْـجَبَهُمْ حِينَ شَـبَّ ، فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْـرَأَةً مِـنْهُمْ ، وَمَـاتَـتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ ، بَـعْـدَ مَـا تَـزَوَّجَ إِسْمَـاعِيلُ يُـطَالِـعُ تَـرِكَتَـهُ ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ ،

یہاں تک کہ جب وہاں کئی گھر آباد ہوگئے اور اسماعیل علیہ السلام لڑکپن کی عمر کو پہنچے تو انھوں نے عربی ان (جرہم کے) لوگوں سے سیکھی اور حضرت اسمعیل علیہ السلام انہیں عادات وخصائل کے لحاظ سے بڑی نفیس اور دلکش نظر آئے تو انہوں نے اپنے خاندان کی ایک خاتون سے ان کی شادی کردی۔اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ،حضرت ابراہیم علیہ السلام ،اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد اپنے صاحبزادہ کی خبر لینے کے لئے تشریف لائے جنہیں وہ چھوڑ کر گئے تھے،لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر نہیں پایا

فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا .ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ ، نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ .فَشَكَتْ إِلَيْهِ . قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلاَمَ ، وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ .فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ ، كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا ، فَقَالَ هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا ، فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ ، وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ .

تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کی اہلیہ سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا، انہوں نے کہا کہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان کی گزر اوقات اور معاشی حالت کے بارے میں دریافت فرمایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم مفلوک الحالی میں ہیں، تنگدستی اور پریشانی میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اس طرح آپ سے خوب شکایت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جب تمہارے خاوند آئیں تو انھیں میری طرف سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دورازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام گھر میں آئے اور (اپنے والد ماجد کی) کچھ خوشبو محسوس کی تو (اہلیہ سے) کہا کہ کیا ہمارے گھر کوئی تشریف لائے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ایک عمر رسیدہ صاحب اس شکل وشباہت کے آئے تھے۔ اور انہوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتادیا کہ آپ روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہاری گزر بسر کیسے ہوتی ہے؟ تو میں نے کہا کہ بڑی تکلیف اور پریشانی میں وقت گزر رہا ہے

قَـالَ فَهَـلْ أَوْصَـاکِ بِشَـیْءٍ قَـالَـتْ نَـعَـمْ ، أَمَـرَنِـی أَنْ أَقْـرَأَ عَلَیْکَ السَّلاَمَ ، وَيَـقُـولُ غَيِّـرْ عَتَبَةَ بَـابِکَ .قَـالَ ذَاکِ أَبِـی وَقَـدْ أَمَـرَنِی أَنْ أُفَـارِقَکِ الْـحَقِـی بِـأَهْلِکِ .فَـطَـلَّقَهَـا ، وَتَـزَوَّجَ مِـنْهُـمْ أُخْرَی ، فَـلَبِـثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَـاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ ، فَـلَمْ يَجِدْهُ ، فَدَخَلَ عَلَی امْـرَأَتِـهِ ، فَسَـأَلَهَـا عَنْهُ . فَـقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِی لَنَا . قَـالَ کَيْفَ أَنْتُـمْ وَسَـأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ ، وَهَيْئَتِهِمْ . فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ .وَأَثْنَتْ عَلَی اللَّهِ .	حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا انھوں نے تمہیں کوئی وصیت کی تھی؟ جواب دیا "ہاں! انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ کو سلام کہہ دوں اور یہ بھی کہا کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں! حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد محترم تھے اور انھوں نے مجھے حکم فرمایا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں، تم اپنے گھر والوں میں چلی جاؤ! پھر آپ نے انہیں طلاق دے دی اور (جرہم قبیلہ میں سے) کسی دوسری خاتون سے شادی کر لی۔ پھر جب تک اللہ تعالی کو منظور تھا حضرت ابرہیم علیہ السلام اپنے ملک میں ٹھہرے رہے پھر اس کے بعد دوبارہ تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی اپنے لخت جگر کو گھر پر نہ پایا، تو ان کی اہلیہ محترمہ کے پس جا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا حال کیسا ہے؟ اور ان کی معیشت اور رہن سہن کے متعلق دریافت فرمایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے ہم بہت خیر وخوبی کے ساتھ بڑے آرام سے زندگی گزار رہے ہیں۔

فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ .قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَاءُ . فَقَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ .قَالَ النَّبِيُّ . صلى الله عليه وسلم . وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ ، وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ .قَالَ فَهُمَا لا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ .قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ ، وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ ،	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کھاتے ہو؟ جواب دیا کہ گوشت، پھر دریافت کیا کہ تم کیا پیتے ہو؟ جواب دیا: پانی، آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دنوں وہاں غلہ نہیں ہوتا تھا، اگر ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا فرما دیتے۔ پھر فرمایا: ان دونوں چیزوں پر مکہ مکرمہ کے سوا اور کسی جگہ گزارا نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ مزاج سے موافقت نہیں کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا: جب تمہارے خاوند آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور انہیں میرا حکم بھی پہنچانا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو حفاظت سے رکھنا۔ پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو اپنی اہلیہ محترمہ سے دریافت فرمایا کہ ہمارے گھر کوئی تشریف لائے تھے؟ جواب دیا: ہاں! ایک خوبصورت سے بزرگ آئے تھے،

وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ ،	پھر ان کی بڑی تعریف کی ،اور کہا کہ اس بزرگ
فَسَأَلَنِي عَنْكَ	نے آپ سے متعلق دریافت کیا تو میں نے بتادیا۔
فَأَخْبَرْتُهُ ، فَسَأَلَنِي	پھر ہماری گزراوقات کے بارے میں سوال کیا تو
كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ	میں نے عرض کیا کہ زندگی بہت اچھی گزر رہی ہے
أَنَّا بِخَيْرٍ .قَالَ	۔حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں
فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ	نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی ہے؟ جواب دیا :ہاں
قَالَتْ نَعَمْ ، هُوَ يَقْرَأُ	!انہوں نے آپ کوسلام کہا اور فرمایا کہ تم اپنے
عَلَيْكَ السَّلَامَ ،	دروازے کی چوکھٹ کوحفاظت سے رکھنا۔حضرت
وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ	اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد
عَتَبَةَ بَابِكَ .قَالَ	محترم تھے اورتم دورازے کی چوکھٹ ہو، آپ
ذَاكِ أَبِي ، وَأَنْتِ	نے مجھے حکم فرمایاہے کہ میں تمہیں اپنی زوجیت
الْعَتَبَةُ ، أَمَرَنِي أَنْ	میں رکھوں ۔ پھر جب تک اللہ تعالی کومنظور تھا
أُمْسِكَكِ .ثُمَّ لَبِثَ	حضرت ابراہیم علیہ السلام (اپنے ملک میں)
عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ،	ٹھہرے رہے، اس کے بعد جب تشریف لائے
ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ ،	تو حضرت اسمعیل علیہ السلام اس وقت چاہ زمزم
وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلاً	کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے اپنے
لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا	تیر درست فرما رہے تھے، جب انھوں نے حضرت
مِنْ زَمْزَمَ ، فَلَمَّا رَآهُ	ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو استقبال کے لئے فوراً
قَامَ إِلَيْهِ ،	اٹھ کھڑے ہوئے،

فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ، ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ ، إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ .قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ .قَالَ وَتُعِينُنِي قَالَ وَأُعِينُكَ .قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا .وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا . قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ ، وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي ، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ ، فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي ،

اور والد محترم نے اپنے شہزادہ کے ساتھ شفقت کی،اور شہزادہ نے والد کے ساتھ ادب واحترام کے وہ تمام تقاضے پورے کئے جو ایسے والد اور ایسے شہزادہ کی شایان شان تھے۔پھر فرمایا کہ اے اسماعیل! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے ۔حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے جو حکم دیا ہے وہ بجالائیں،آپ نے فرمایا کہ کیاتم میری مدد کروگے؟ انھوں نے عرض کیا : میں ضرور مدد کروں گا۔آپ نے فرمایا : اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ پر ایک گھر بناؤں اور ایک اونچے ٹیلے اور اس کی حدود کی جانب اشارہ فرمایا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اس وقت دونوں حضرات نے بیت اللہ شریف کی بنیادیں اٹھانی شروع کردیں۔ ہوا یوں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر فرماتے ، جب دیواریں اونچی ہوگئیں تو اسماعیل علیہ السلام ایک پتھر لے آئے اوراس کو رکھ دیا پھر ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوکر دیوار تعمیر کرتے

وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ	اور اسماعیل علیہ السلام انھیں پتھر لا کر دیتے اور
الْحِجَارَةَ ، وَهُمَا يَقُولاَنِ	دونوں حضرات یوں عرض کرتے رہے :اے
(رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ	ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، بیشک تو ہی
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) . قَالَ	سننے والا جاننے والا ہے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فَجَعَلاَ يَبْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا	ارشادفرمایا وہ دونوں حضرات کعبۃ اللہ شریف کی
حَوْلَ الْبَيْتِ ، وَهُمَا	تعمیر کرتے رہے یہاں تک کہ بیت اللہ شریف
يَقُولاَنِ (رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا	کے گرد یہ کہتے ہوئے پھرتے رہے:اے ہمارے
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ	پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، بیشک تو ہی سننے والا
الْعَلِيمُ).	جاننے والا ہے۔

(سورۃ البقرۃ ۔127)۔ (صحیح البخاری،کتاب أحادیث الأنبیاء ،حدیث نمبر 3364)

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو جب اولاد کے ذریعہ آزمایا گیا تو آپ نے اولاد کی قربانی پیش کی، جب جان کے ذریعہ آزمایا گیا تو جان قربان کرنے تیار ہوگئے ۔اللہ تعالی نے آپ کی ہر قربانی قبول فرمائی ،حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلہ جنت کا دنبہ ذبح کیا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو بحکمِ خدا آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔

برادرانِ اسلام! سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مختلف طریقوں سے امتحان لیا گیا اور آپ ہر امتحان میں کامیاب ہوگئے ، ہر آزمائش پر صبر وتحمل کی چٹان اور استقامت کے پہاڑ بنے رہے، بڑے سے بڑا امتحان آپ کے پائے استقامت میں

ذرہ برابر فرق نہ لا سکا، کٹھن سے کٹھن آزمائش آپ کی ثابت قدمی کو بدل نہ سکی۔

اللہ تعالی آپ کی یاد کو قیامت تک کے لئے باقی رکھا، آپ کی سیرت طیبہ سے ہمیں یہ پیام ملتا ہے کہ مصائب ومشکلات خواہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں، بندہ کو چاہئے کہ ہمیشہ صبر وتحمل کو اختیار کرے استقلال واستقامت کا مظاہرہ کرے، اپنے عقیدہ وایمان پر قائم رہے اور ہر حال میں راضی بقضا رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صبرو استقامت کے تصدق اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں دین پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرمائے!

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.
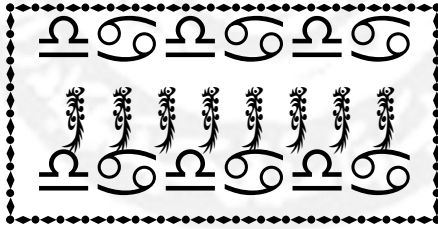
قربانی، قرب الٰہی کا عظیم ذریعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اللہ تعالی خالق کائنات ومالک حقیقی ہے، سب اسی کے بندے ہیں، اس کی بندگی ہی بندوں کی شان ہے اس کی عبادت ہی بندوں کا شیوہ ہے، بندوں کا ہر عمل اپنے پرودگار کے لئے ہونا چاہئے، بندوں کی آمدورفت' نشت وبرخاست اسی معبود حقیقی مرضی کے مطابق ہو، اُن کی عبادت وریاضت' اُن کی ہرحرکت وسکون اسی خدائے ذوالجلال کے لئے ہو' اُن کا جینا اُسی کی خاطر ہواور مرنا اُسی کی رضا کے لئے ہو' جیسا کہ خطبہ میں تلاوت کی گئی، آیت کریمہ میں مذکور ہے، اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت امت کو تعلیم دی:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بے شک میری نماز' میری تمام عبادتیں' میرا جینا اور میرا مرنا' اللہ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔

(سورۃ الانعام۔162)

برادران اسلام! ہم بندے، پروردگار عالم کے لئے قربانی کر کے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ ہم اس کے احکام کے سامنے سرنگوں ہیں، شریعت میں مقررہ ایک جانور کا خون بہا کر اس فکر کی تجدید کرتے ہیں کہ ہماری سجدہ ریزیاں اُسی معبود حقیقی کے لئے ہے۔

ہم بندے اپنے اوقات ولمحات کو، اپنی تمام صلاحیتوں کو، اپنے مال واسباب کو، حتی کہ اپنی جان عزیز کو اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے قربان کردیں تب بھی ہم سے حق بندگی ادانہیں ہوسکتا۔

❁ قربانی، اللہ تعالی کے پاس پسندیدہ ❁

حضرات! اللہ تعالی کی بارگاہ میں قربانی کرنا' اُسے پسندیدہ ومحبوب ہے' اس کے بغیر بندہ صالحیت ونیکوکاری حاصل نہیں کرسکتا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. — تم نیکی کونہیں پاسکتے یہاں تک کہ اس چیز سے خرچ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔

(سورۃ ال عمران۔92)

اللہ تعالی نے سورۃ الکوثر میں قربانی کرنے کا حکم فرمایا، ارشاد فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ — تو آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

(سورۃ الکوثر۔2)

قربانی کا مفہوم اور اس کا مقصود اطاعت وبندگی ہے، قربانی کے جانور کا گوشت پوست' خون وغیرہ بارگاہ یزدی میں نہیں پہنچتا' بلکہ اللہ تعالی بندہ کی پرہیزگاری اور اس کا

اخلاص دیکھتا ہے، ارشاد الٰہی ہے:

لَنْ یَنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ .	قربانی کا نہ گوشت اللہ تعالی کو پہنچتا ہے اور نہ خون لیکن تمہارا تقوی اس کی بارگاہ میں باریاب ہوتا ہے۔

(سورۃ الحج۔37)

❁ قربانی اللہ تعالی کی خوشنودی کا ذریعہ ❁

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی سے رب تبارک وتعالی کی رضامندی وخوشنودی حاصل ہوتی ہے؛ چنانچہ شعب الایمان میں حدیث مبارک ہے

:عن أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال عجب ربكم من ذبحكم الضأن فی يوم عيدكم.	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری اپنی عید کے دن دنبہ ذبح کرنے کے تمہارے عمل سے تمہارا پروردگار خوش ہوتا ہے۔

(شعب الایمان، ج5، باب فی القرابین والأمانة ص482، حدیث نمبر:7085)

❁ قربانی خوشدلی سے کی جائے ❁

برادران اسلام! قربانی کے متعدد فضائل ہیں اور اسکے اجر وثواب کی بابت کئی ایک احادیث شریفہ وارد ہیں، عیدالاضحیٰ کے دن اللہ تعالی کے پاس محبوب ترین عمل قربانی

کرنا ہے‘ جانور کا خون پہلے مقام قبولیت میں پہنچتا ہے‘ اُس کے بعد زمین پر گرتا ہے، لہذا قربانی کرنے میں کوتاہی یا پس وپیش نہیں کرنا چاہیے، پروردگار عالم کے پاس پسندیدہ یہ عمل بطیب خاطر اور نہایت خوشدلی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عن عائشة قالت قال	سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
رسول الله صلى الله عليه	ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسلم ماعمل ادمی من	ارشادفرمایا: آدمی قربانی کے دن ایسا کوئی عمل
عمل يوم النحر أحب الى	نہیں کرتا جو اللہ تعالی کے پاس قربانی کا خون
الله من اهراق الدم انه	بہانے سے زیادہ پسندیدہ ہو، یقیناً وہ قیامت
ليأتي يوم القيامة بقرونها	کے دن اپنے سینگ ، بال اور کھروں کے
وأشعارها وأظلافها وان	ساتھ آئے گا۔ اور قربانی کا خون‘ زمین پر
الدم ليقع من الله بمكان	گرنے سے پہلے اللہ تعالی کی بارگاہ میں
قبل أن يقع من الارض	قبولیت حاصل کرلیتا ہے‘ تو تم خوش دلی کے
فطيبوا بها نفسا.	ساتھ قربانی کیا کرو۔

(جامع الترمذی ج1،ابواب الاضاحی ،باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ ،ص 275،حدیث نمبر:1572)

ہم کیا جانیں ہمارا کونسا عمل بارگاہ الہی میں قبول ہوا اور کونسا عمل رد کردیا گیا‘ قربان جایئے ،حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پرآپ نے قربانی کی مقبولیت کی یہ بشارت سنائی کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل بارگاہ

یزدی میں قبولیت حاصل کرتا ہے، ہم محض خون کے قطرات گرتے ہوئے دیکھتے ہیں، وہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درجۂ قبولیت کے حصول کو بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔

جانور کے ہر بال کے بدلہ ایک عظیم نیکی

قربانی کرنے والوں کے نیکیوں میں اضافہ سے متعلق سنن ابن ماجہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد سراپا شاد منقول ہے:

عن زيد بن أرقم قال قال أصحاب رسول الله صلى عليه وسلم يا رسول الله ماهذه الأضاحي؟ قال: سنة أبيكم ابراهيم عليه السلام. قالوا: فما لنا فيها يا رسول الله ؟ قال: بكل شعرة حسنة . قالوا: فالصوف يا رسول الله؟ قال: بكل شعرة من الصوف حسنة۔	سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا: تو اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹے سے بال کے بدلہ ایک عظیم نیکی ہے، صحابہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر اون کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اون کے چھوٹے سے بال کے بدلہ ایک عظیم نیکی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج 2، ابواب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ،

ص226،حدیث نمبر:3247)

جس مال کے ذریعہ قربانی کا جانور خریدتے ہیں' وہ اللہ تعالی ہی کی عطا ہے، وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کس قدر مہربان وکرم نواز ہے کہ وہی مال عطا فرماتا ہے پھر قربانی کرنے پر جانور کے ہر بال کے بدلہ ایک عظیم نیکی عطا فرماتا ہے۔

روز عید بہتر مال وہ ہے جو قربانی کے لئے خرچ کیا جائے

برادران اسلام! آدمی اپنی حوائج وضروریات کے لئے مال خرچ کرتا ہے اپنی جائز خواہشات کی تکمیل کرتا ہے، مال سے صدقہ وخیرات بھی کرتا ہے،لیکن عیدالاضحیٰ کے روز اس مال سے افضل وبہتر کوئی مال نہیں جو قربانی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ شعب الایمان میں حدیث پاک ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أنفقت الورق في شئ أفضل من بحيرة ينحرها في يوم عيد۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عید کے دن سب سے بہترین درہم وہی ہے جو ذبح کئے جانے والے جانور میں خرچ کیا جائے۔

(شعب الایمان،ج5،باب فی القرابین والامانة ،ص482،حدیث نمبر:7084)

زیادہ قیمت والے جانور، باعث فضیلت

حضرات !قربانی کے جانوروں کی قیمتیں بہت بڑی ہوئی ہیں،گزشتہ چند سالوں سے ہرسال گرانی میں اضافہ ہی ہورہا ہے،غورطلب بات یہ ہیکہ کم قیمت والے جانور کی قربانی کافی ہے یا زیادہ قیمت والے جانور کی قربانی کرنی چاہئے؟اس سلسلہ میں یہ امرضروری ہے کہ قربانی کا جانور صحتمند وفربہ‘عیب سے سالم اور توانا ہو،اگر تندرست وفربہ جانوروں کی مختلف قسمیں ہوں اوران کی قیمتوں میں تفاوت ہوتو کم قیمت والے جانور کی قربانی بھی درست ہوجاتی ہے‘لیکن زائد قیمت والے جانور کی قربانی کرنے میں زائداجروثواب اورفضیلت ہے۔

جیسا کہ کنزالعمال میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد پاک ہے:

إن أفضل الضحايا عند الله أغلاها وأنفسها.	بے شک اللہ تعالی کے پاس افضل قربانی وہ ہے جو سب سے زیادہ قیمتی اورسب سے زیادہ عمدہ ہو۔

(کنز العمال‘ کتاب الحج من قسم الأفعال‘ باب فی واجبات الحج ومندوباتہ‘ حدیث نمبر:12693)

قربانی نہ کرنے پر وعید

برادران اسلام !اللہ تعالی نے گنجائش وفراخی رکھنے والوں کے ذمہ قربانی رکھی ہے‘اوراس کے لئے اجروثواب کی بشارتیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ آپ نے احادیث شریفہ سننے کی سعادت حاصل کی‘اس کے برخلاف جوشخص گنجائش کے باوصف قربانی نہ کرے حقیقت میں اُس نے حکم الہی کی خلاف ورزی کی ،اس شخص کے لئے سخت

وعید وارد ہے۔

جیسا کہ شعب الایمان میں حدیث مبارک ہے:

عــن أبــي هــريــرة عــن رســول الــلــه صــلى الله عليه وسلم قال من وجد سعة فلم يذبح فلا يقربن مصلانا	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے فراخی وکشادگی پائی اور قربانی نہ کی ،وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(شعب الایمان ج5،بــاب فــي الــقــرابيــن والامــانة ص481 / 482،حدیث نمبر:7083)

قربانی کے دن اور وقت

کونسے دنوں میں قربانی کرنی چاہئے اور کس دن قربانی کرنا زیادہ باعث ثواب ہے؟

اس سے متعلق کنز العمال میں حدیث پاک ہے:

عـن عـلى انه كا ن يقول ايام النحر ثلاثة وافضلهن اولهن. ابن ابى الدنيا.	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: قربانی کے دن تین ہیں اور ان میں افضل پہلا دن ہے۔

(کنز العمال، کتاب الحج، باب فی واجبات الحج ومندوباتہ، حدیث نمبر:12676)

مذکورہ حدیث پاک کی بنا پر فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ قربانی کے تین دن

ہیں:10،11،12ذی الحجہ،قربانی کاوقت 10ذی الحجہ نماز عیدالاضحیٰ کے بعد سے 12ذی الحجہ کی غروب آفتاب تک ہے، اس کے بعد قربانی نہیں کی جاسکتی اور رات میں قربانی کرنا ازروئے شریعت مکروہ ہے۔

تنویرالابصار مع الدرالمختار میں ہے:(**ذبح حیوان مخصوص بنیة القربة فی وقت مخصوص** ......)(تنویرالابصار مع الدرالمختار،ج5،ص219)

صاحب قربانی اور چند ضروری مسائل

جومسلمان عاقل وبالغ ہو' نصاب کا مالک ہواور مسافر یا قرض دار نہ ہو اس پر قربانی واجب ہے' قربانی واجب ہونے کے لئے مال بڑھنے والا ہونا یا اس پر سال گزرنا شرط نہیں ہے البتہ زکوۃ واجب ہونے کے لئے مال کا بڑھنے والا ہونا اوراس پر سال گزرنا ضروری ہے۔

قربانی واجب ہونے کے لئے مالی استطاعت کا ذکر حدیث پاک میں وارد ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مُصَلاَّنَا.	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کےقریب نہ آئے۔

(سنن ابن ماجہ'**ابواب الأضاحی**' **باب الأضاحی واجبة هی**

أم لا'، ص226 ، حدیث نمبر:3242)

❁ قربانی کا نصاب کیا ہے؟ ❁

قربانی کے سلسلہ میں نصاب کے مالک ہونے کا مطلب یہ ہیکہ آدمی بنیادی ضرورتوں کے علاوہ 60 گرام 755 ملی گرام سونے یا 425 گرام 285 ملی گرام چاندی کا مالک ہو یا اس کے معادل نقدرقم یا اتنی قیمت والی چیزیں اس کی ملکیت میں ہوں۔رہائشی مکان،سواری،لباس اور گھر کا ضروری ساز وسامان بنیادی ضرورت میں داخل ہیں۔

فقہاء کرام نے لباس کے بارے میں یہ تفصیل بیان کی کہ ایک شخص کیلئے تین عدد کپڑے بنیادی ضرورت میں شامل ہیں' ایک گھر میں پہننے کے لئے،ایک کام کاج کے وقت پہننے کے لئے اور ایک جمعہ،عیدین اور دیگر مواقع پر پہننے کے لئے،اس کے علاوہ آدمی کے پاس جتنے کپڑے ہیں' سب بنیادی ضرورت سے زائد ہیں' رہائشی مکان کے سلسلہ میں یہ صراحت کی گئی کہ ہر شخص کے لئے دومکان؛ایک موسم گرما اور ایک موسم سرما کی مناسبت سے ہوں' ونیز باورچی خانہ' حمام وبیت الخلاء بنیادی ضرورت میں داخل ہیں۔

جیسا کہ ردالمحتار ج5 کتاب الاضحیۃ ص219 میں ہے:

(قولہ الیسار الخ)بان ملک مائتی درھم اوعرضا یساویھا غیر مسکنہ وثیاب اللبس اومتاع یحتاجہ الی ان یذبح الاضحیۃ وصاحب الثیاب الاربعۃ لوساوی الرابع نصابا غنی وثلاثۃ......

فلا لان احدھا للبذلة والاٰخر للمھنة والثالث للجمع والوفد والاعیاد. حضرات! فقہاء کرام کی اس وضاحت کے تحت دیکھا جائے کہ رہائشی مکان اور ضرورت کی اشیاء کے علاوہ اور کیا کیا چیزیں آدمی کے پاس ہیں ، اگر انکی قیمت 60 گرام 755 ملی گرام سونے یا 425 گرام 285 ملی گرام چاندی کے مماثل ہے تو قربانی واجب قرار پائے گی ، جیسے ضرورت کی سواری کے علاوہ کوئی اور سواری، تین جوڑوں کے علاوہ کپڑوں کے مزید جوڑے اور ضرورت سے زائد دیگر چیزیں ٗان سب کی قیمت اگر سونے یا چاندی کے مذکورہ نصاب تک پہنچتی ہو تو قربانی واجب ہے خواہ اس پر سال گزرے یا نہ گزرے، وہ تجارت کی غرض سے خریدی گئی ہوں یا نہیں۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر کے ذمہ دار پر قربانی واجب ہے، دوسروں کے لئے ضروری نہیں، اس کے بارے میں یہ ذہن نشین رہے کہ قربانی نماز، روزہ، زکوۃ کی طرح ایک مستقل عبادت ہے جو مذکورہ نصاب کے مطابق استطاعت رکھنے والے ہر بالغ فرد پر واجب ہوتی ہے، خواہ وہ گھر کا ذمہ دار ہو یا نہ ہو ٗ مرد ہو یا عورت ہو، اگر ایک گھر میں مثلاً دس افراد صاحب استطاعت ہوں تو ہر ایک کے ذمہ علحدہ قربانی واجب ہوتی ہے۔

کیا قرض دار پر قربانی واجب ہے؟

بہت سے حضرات ایسے ہوتے ہیں کہ اُن پر قرض ہوتا ہے، مختلف ضرورتوں کے پیش نظر وہ دوسروں کے مقروض ہوتے ہیں اُن پر قربانی واجب ہوگی یا نہیں، اس کے

لئے ایک قاعدہ بیان کیا جاتا ہے اُسے ذہن نشین کر لینا چاہئے !اگر کسی شخص کے پاس مذکورہ نصاب کے بقدر مال ہے اور وہ مقروض بھی ہے ایسی صورت میں یہ دیکھا جائے کہ اس کے مال سے اگر قرض ادا کیا جائے تو اس کے پاس بنیادی ضرورت کے علاوہ نصاب کے بقدر مال یا سامان باقی رہتا ہے یا نہیں، اگر اسکے مال سے قرض کی منہائی کے بعد وہ نصاب کا مالک رہتا ہے تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

بعض حضرات ضرورت سے زائد اس قدر ساز و سامان رکھتے ہیں کہ اُن پر قربانی واجب ہوتی ہے، لیکن وہ اس لئے قربانی نہیں کرتے کہ اُن کے پاس نقد رقم موجود نہیں اور وہ اپنے آپ کو معزور و مجبور سمجھتے ہیں، حالانکہ اُن کے پاس شرعی عذر نہیں۔ جس پر قربانی واجب ہے، اگر اس شخص کے پاس فی الحال نقد رقم نہ ہو تب بھی اُسے قرضۂ حسنہ لے کر یا پھر ضرورت سے زائد جو سامان ہے اُسے فروخت کر کے قربانی کرنی ہوگی، اگر کوئی قرض کی ادائیگی کے بعد صاحب نصاب نہیں رہتا تو ایسے شخص پر قربانی واجب نہیں۔

فتاوی عالمگیری، ج5، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی بیان من تجب علیہ ومن لاتجب، ص292 میں ہے **ولو کان علیہ دین بحیث لو صرف فیہ نقص نصابہ لاتجب.**

۞ تاجرین پر قربانی کا حکم ۞

بعض کاروباری لوگ اس امید پر قرض لیتے ہیں کہ کاروبار میں نفع ہو جائے تو اس کی رقم سے قرض ادا ہو جائے گا، جب مقررہ مدت ختم ہو جاتی ہے، قرض کی ادائی کا موقع

آتا ہے اور فضل الٰہی سے نفع حاصل ہوجاتا ہے تو قرض ادا کردیتے ہیں، ورنہ دوسرے شخص سے قرض حاصل کر کے سابقہ قرض ادا کرتے ہیں۔اس طرح قرض لینے اور دینے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔اس کے باوجودان کے پاس ضرورت کی چیزیں مہیا ہوتی ہیں' گاڑی استعمال کرتے ہیں' اہل وعیال کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور تمام حوائج وضروریات کی تکمیل کرتے ہوئے بھی وہ مقروض ہی رہتے ہیں۔ایسے کاروباری افراد کو قربانی کے سلسلہ میں مذکورہ وضاحت کے مطابق غور کرنا چاہئے کہ ان پر قربانی واجب ہے یا نہیں؛

اگراُن کے پاس مذکورہ نصاب کے بقدر مال ہے اور ان کے ذمہ قرض اس قدر ہے کہ ان کے مال سے قرض ادا کیا جائے تو بنیادی ضرورت کے علاوہ نصاب کے بقدر مال یا سامان باقی نہیں رہتا تو اُن پر قربانی واجب نہیں، اگر ان کے مال سے قرض کی منہائی کے بعد وہ نصاب کے مالک رہتے ہیں تو ان پر قربانی واجب ہوگی۔

❁ قربانی کا جانور کیسا ہو؟ ❁

قربانی کیلئے یہ جانور مخصوص ہیں: بکرا' بکری' مینڈھا' بھیڑ' بیل' گائے' کھلگا' بھینس' اونٹ' اونٹنی ان کے علاوہ دوسرے جانوروں کی قربانی صحیح نہیں۔

قربانی کیلئے بکرے کی کم از کم عمر ایک سال، گائے کی دوسال اور اونٹ کی پانچ سال ہے، اس سے کم عمر والے جانور کی قربانی درست نہیں، چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا موٹا اور فربہ ہو کہ ایک سال کے بکرے کے برابر دکھائی دیتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے، ان جانوروں کی عمر مذکورہ عمر سے زیادہ ہو تو بدرجہ اولی جائز بلکہ افضل ہے، بکرا ایک سال سے کم، گائے دوسال سے کم اور اونٹ پانچ سال سے کم عمر ہو تو ان جانوروں کی قربانی درست نہیں۔

گائے اور اونٹ کی قربانی سات افراد کی جانب سے کرنا درست ہے،

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ میں سے ایک جانور ایک شخص کی جانب سے ہونا چاہئے اور بیل، گائے، کُھلگا، بھینس، اونٹ، اونٹنی میں سے ایک جانور سات اشخاص کی طرف سے دیا جاسکتا ہے یعنی سات آدمی شریک ہوکر ایک بیل یا گائے یا اونٹ وغیرہ کی قربانی کریں تو درست ہے۔

جن عیوب کی وجہ قربانی درست نہیں

قربانی کے ذریعہ بندہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں قرب حاصل کرتا ہے لہذا قربانی کے لئے ایسے جانور کا انتخاب کرنا چاہئے جو فربہ، صحیح وسالم ہو اور اندھا، لنگڑا، بیمار، کمزور نہ ہو۔

مندرجہ ذیل عیب والے جانوروں کی قربانی درست نہیں: اندھا، کانا، لنگڑا، بہت دبلا جو قربان گاہ تک نہ چل سکے، تہائی سے زیادہ کان یا دم یا سرین کٹا ہوا، تہائی سے زیادہ جس کی بینائی جاتی رہی ہو، بے دانت، اور وہ جانور جس کی سینگیں جڑ سے ٹوٹ گئی ہوں، البتہ ماں پیٹ سے جس کی سینگ نہ ہو اس کی قربانی درست ہے۔

جانور کے عیوب سے متعلق مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث مبارک ہے:

عن البراء بن عازب ان	سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول الله صلى الله	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا
عليه وسلم سئل ماذا	کہ کن جانوروں کی قربانی نہیں کرنی چاہئے تو آپ صلی
يتقى من الضحايا فقال	اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''چار'' حضرت براء بن
اربع، وقال البراء	عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ويد ی اقصر من يد رسول الله صلى الله عليه وسلم	اور میرا ہاتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا وکمتر ہے (1) ایسا لنگڑا
العرجاء البين ظلعها	جانور جس کا لنگڑا ہونا ظاہر ہو، (2) کانا، جس
والعوراء البين عورها	کا کانا ہونا واضح ہو، (3) بیمار، جس کا مرض ظاہر
والمريضة البين مرضها	ہو (4) ایسا کمزور ولاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ
والعجفاء التی لاتنقی .	ہو۔

(مسند الامام احمد بن حنبل، مسند البراء بن عازب، حدیث نمبر:19185)۔

نیز یہ روایت سنن کبری للبیھقی، کتاب الاضحیۃ، باب ماورد النھی عن التضحیۃ (حدیث نمبر:19567) میں بھی مذکور ہے اور دست مبارک کے بجائے انگلیوں اور پوروں کا ذکر ہے۔

دیگر روایتوں میں ''چار'' کے لفظ کے ساتھ اشارہ کا لفظ وارد ہے، ارشادات مبارکہ وفرمودات عالیہ کے ساتھ صحابہ کرام علیھم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرکات وسکنات کو بھی جا بجا بیان فرمایا ہے، مذکورہ حدیث پاک میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ارشاد مبارک بیان فرمادیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سے جو ''چار'' کا اشارہ فرمایا، اُس کو الفاظ میں ذکر فرمایا، اُن کے ادب نے اجازت نہیں دی کہ اپنے ہاتھ سے ''چار'' کا اشارہ بھی کردیں، عادت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ادا بیان کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں لیکن اشارۂ مبارک کو نقل کرنے کے لئے ادب واحترام رکاوٹ بن رہا ہے، آخر کار عذر پیش کردیا کہ میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا وکمتر ہے، میری انگلیاں، آپ

کی باعظمت انگلیوں سے کوتاہ ہیں، میرے پورآپ کے بابرکت پوروں کے سامنے ہیچ ہیں ۔اس طرح صحابہ کرام نے امت کوشریعت مطہرہ کے مسائل بتلائے اور بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب بھی سکھایا، جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ نے انوار احمدی میں تحریر فرمایا ہے:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے جب اس واقعہ کو اس واقعہ کو بیان کیا۔ادب نے اجازت نہ دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی حکایت اپنے ہاتھ سے کریں آخر عذر ظاہر کیا کہ میری انگلیاں چھوٹی ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چار کا اشارہ ہاتھ سے کرنے میں مقصود صرف تعیین عدد ہے ظاہراً نہ اس میں کوئی مساوات کا شائبہ ہے نہ سوے ادب باوجود اس کے ادب صحابیت نے دست مبارک کی حکایت کو بھی گوارا نہ کیا جس سے تشبیہ لازم آجاتی تھی اب دوسرے آداب کو اسی پر قیاس کرلینا چاہئے۔(انوار احمدی، ص249)

ذبح کا طریقہ

ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جانور کو پانی پلا کر بائیں پہلو پر اس طرح لٹائے کہ جانور کا سر جنوب کی طرف اور منہ قبلہ کی جانب رہے پھر دائیں ہاتھ میں تیز چھری لےاور "**بسم الله و الله اکبر**" کہہ کر قوت وتیزی کے ساتھ گلے پر گانٹھی سے نیچے چھری چلائے، اس انداز پر کہ چاروں رگیں کٹ جائیں لیکن سر جدا نہ ہو، کاٹنا ختم ہوتے ہی جانور کو چھوڑ دے۔

ذبح میں ان چار رگوں کو کاٹنا ضروری ہے(1) نرخرا، جس سے سانس آتی جاتی

ہے۔(2)مری، جس سے کھانا پانی پیٹ میں جاتا ہے۔(3/4) دونوں شہ رگیں، جن میں خون پھرتا ہے اور جو نرخرے اور مری کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔

ردالمختار ج،5،ص 207 میں ہے:

اذاقطع الحلقوم والمرئ والاکثر من کل ودجین یؤ کل وما لا فلا اھ۔

صاحب قربانی کا ذبح کرنا' مستحب

قربانی کے جانور کو خود صاحب قربانی کا ذبح کرنا مستحب ہے، اگر خود اچھی طرح ذبح نہ کرسکتا ہو تو کسی اور سے ذبح کرائے ایسی صورت میں صاحب قربانی کے لئے بہتر ہے کہ ذبح کے وقت سامنے رہے۔جیسا کہ کنزالعمال میں حدیث پاک ہے:

عن علی أن النبی صلی الله علیه وسلم قال لفاطمة :قومی یا فاطمة فاشهدی أضحیتک، أما إن لک بأول قطرة تقطر من دمها مغفرة کل ذنب أصبته، أما إنه یجاء بها یوم القیامة بلحومها ودمائها سبعین ضعفا،	سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ اٹھو اور اپنی قربانی کے جانور کے پاس موجود رہو۔سنو! اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی صاحب قربانی کی تمام خطائیں جو اس نے کی ہیں معاف کردی جاتی ہیں، سنو! بروز قیامت قربانی کا جانور اپنے گوشت اور خون کے ستر (70) گنا اضافہ کے ساتھ لایا جائے گا،

ثم توضع في ميزانک، قال أبو سعيد الخدري :أي رسول الله؛أهذه لآل محمد خاصة فهم أهل لما خصوا به من خير؟ أم لآل محمد وللناس عامة؟ قال بل هي لآل محمد وللناس عامة.

پھر تمہارے میزان میں رکھا جائے گا' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا یہ شرف وفضیلت اہل بیت کرام کے لئے خاص ہے؟ وہ حضرات تو ہر اس خیر وبھلائی کے حقدار ہیں جوان کے ساتھ خاص کردی جائے، یا یہ فضیلت اہل بیت کرام اور سارے لوگوں کے لئے عام ہے؟ آپ نے ارشادفرمایا : بلکہ یہ آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے خاص اور تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔

(کنزالعمال' كتاب الحج من قسم الأفعال' باب في واجبات الحج ومندوباته' حدیث نمبر:12671)

❁ قربانی کی ماثور دعائیں ❁

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جانور ذبح کرے اور کوئی بھی ماثور دعا پڑھے۔

دعا سے متعلق امام طبرانی کی معجم کبیر میں حدیث پاک ہے:

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضحي بكبشين أملحين يضع رجله على صفاحهما إذا أراد أن يذبح،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید وسیاہ رنگ والے دو دنبے ذبح فرماتے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کرنے کا ارادہ فرماتے تو اپنا قدم مبارک جانور کے پہلو پر رکھتے

ویقول :بسم الله منک ولک اللهم تقبل من محمد. اور یہ دعا فرماتے ''بسم الله منک ولک اللهم تقبل من محمد'' اللہ کے نام سے'اے اللہ! یہ تیری ہی عطا ہے اور تیری بارگاہ میں قربانی ہے،اے اللہ! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے ہے اسے قبول فرما۔

(المعجم الکبیر للطبرانی' حدیث نمبر:11166)

مذکورہ بالا دعا کے آخر میں ''مِنْ مُحَمَّدٍ'' کے بجائے ''مِنِّیْ'' کہے۔

سنن ابوداود میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا منقول ہے:

إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ إِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِینَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ

بیشک میں نے ملت ابراہیم علیہ السلام پر قائم رہ کر تمام ادیان سے منہ موڑ کر اپنا رُخ یکسوئی سے اس ذات کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں' بیشک میری نماز' میری تمام عبادتیں، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے،اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔اے اللہ! یہ تیری ہی عطا ہے اور تیری بارگاہ میں قربانی ہے'اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے

وَأُمَّتِهِ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.
اور آپ کی امت کی جانب سے قبول فرما، اللہ کے نام سے، اللہ بہت بڑا ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، حدیث نمبر 2797)

ذکر کردہ دعا کے آخر میں ''عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ'' کے بجائے ''عَنِّیْ'' کہے۔

اگر دوسروں کی جانب سے ذبح کرنا ہو تو پہلی دعا میں ''مِنْ'' کے بعد اور دوسری دعا میں ''عَنْ '' کے بعد صاحبِ قربانی کا نام ذکر کرے۔

قربانی کے فضائل ومسائل سے متعلق تفصیلی معلومات اور فقہی جزئیات کے لئے احقر کی کتاب ''مسائل قربانی دور حاضر کے تناظر میں'' بزبان اردو اور انگلش شائع ہوچکی ہے، اسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے اور قربانی کے مفہوم کے مطابق اپنی زندگی کو گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.
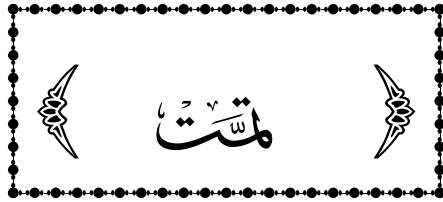
تقاریب کو منکرات سے کس طرح بچائیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمْ

برادران اسلام !اسلام طہارت و پاکیزگی کا دین ہے، اس کی پاکیزگی محض لباس و پوشاک تک ہی محدود نہیں، اس کی طہارت اعضاء جسم تک ہی محدود نہیں، اس کی صفائی رہائش و مکان تک ہی محدود نہیں، یہ ظاہر کی پاکیزگی ہے، اسلام ظاہری پاکیزگی سے زیادہ باطنی پاکیزگی کی تاکید کرتا ہے، اخلاق وکردار کی طہارت کی تعلیم دیتا ہے، افکارونظریات کی صفائی کا درس دیتا ہے، بداخلاقی وبدکرداری کی گندگی سے منع کرتا ہے، فاسد افکار وناپاک خیالات سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے، بے حیائی و بے پردگی سے گریز کرنے کا حکم دیتا ہے الغرض ظاہری وباطنی ، پوشیدہ وعیاں ہر قسم کی بے حیائی وبدکرداری سے روکتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ۔

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرمادیجئے کہ یقیناً میرے پروردگار نے بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا جو ظاہر ہوں اور پوشیدہ ہوں۔

(سورۃ الاعراف۔33)

❁ بدنظری سے پرہیز اور عبادت کی شیرینی ❁

برادران اسلام ! اگر کسی شخص کی نظر کہیں غیر محرم پر پڑ جائے اور وہ اُسی لمحہ نظر پھیر لے تو بارگاہ خداوندی سے اُسے عبادت میں حلاوت وشیرینی نوازی جاتی ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیہ وسلم قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَاَۃٍ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ لَہٗ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلاوَتَھَا.	سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مسلمان پہلی بار کسی عورت کے محاسن کو دیکھے پھر اپنی نگاہ نیچی کرلے تو اللہ تعالی اُسے ایسی عبادت کی توفیق دے گا جس کی حلاوت وہ محسوس کرے گا۔

(مسند احمد، مسند ابی امامۃ الباھلی، حدیث نمبر: 22938)

مسلمانوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ کسی اجنبی عورت پر نظر ہی نہ پڑے، جب کسی شخص کی نظر بے پردہ عورت پر پڑ جائے تو ایسے وقت اُسے اپنے نفس کو قابو رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فساد وبگاڑ کی جڑ کا ہی خاتمہ کرنے کا حکم فرمایا اوراس کی تدبیر بیان فرمائی کہ وہ جائز طور پر خواہش کی تکمیل کرے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَرْاَۃَ تُقْبِلُ فِی صُورَۃِ شَیْطَانٍ	یقیناً عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے

وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ	اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے، لہذا جب تم
فَإِذَا رَأَى اَحَدُكُمُ امْرَاَةً	میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اُسے بھلی
فَاَعْجَبَتْهُ فَلْيَأْتِ اَهْلَهُ	لگے تو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس آئے
فَإِنَّ ذَاكَ يَرُدُّ مِمَّا فِي	کیونکہ یہ عمل ان خیالات کو دور کردے گا جو اس
نَفْسِهِ.	کے دل ودماغ میں ہیں۔

(مسند احمد، مسند جابر، حدیث:14911)

بے حیائی پیدا کرنے والی جو اہم چیز اور بڑا سبب ہے وہ بدنظری ہے، حکمت والے پروردگار نے بے حیائی پیدا کرنے والے اس سبب پر روک لگائی۔

❁ بدنظری پر روک کے ذریعہ بے حیائی کا خاتمہ ❁

برادران اسلام! بے حیائی پیدا کرنے والے اس اہم سبب بدنظری پر اگر عملی طور پر روک لگادی جائے جس طرح مذکورہ آیات مبارکہ واحادیث کریمہ میں حکم فرمایا گیا ہے تو یہ بعید نہیں کہ معاشرہ سے بے حیائی کا خاتمہ کرنے میں ہم کامیاب ہوجائیں، کیونکہ سب سے پہلے مرحلہ میں نظر ہی کام کرتی ہے' پھر اجنبی لڑکا لڑکی باہم گفتگو کرتے ہیں، ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں اور ان کے تعلقات ناجائز طور پر بڑھتے رہتے ہیں' اگر اس کے پہلے سبب کا سد باب کیا جاتا تو باہم گفتگو کا موقع نہ ہوتا اور نہ حالات مزید بگڑتے، اسی وجہ سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجنبی عورت کو دیکھنے والے سے متعلق سخت وعید بیان فرمائی ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

مَنْ نَظَرَ إِلٰى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِي عَيْنَيْهِ الْآنُکُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جوکوئی شہوت کے ساتھ کسی اجنبی عورت کے مقامات زینت کو دیکھتا ہے تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگلا کرڈالا جائے گا۔

(ہدایہ، کتاب الکراہیۃ، ج4،ص458)

ہماری آنکھ میں چھوٹا سا تنکا چلا جائے تو ہم بے چین ومضطرب ہوجاتے ہیں، اگرکوئی کیڑا یا چیونٹی آنکھ کے اندر چلی جائے تو اس کی تکلیف اور سخت ہوجاتی ہے کیا ایسا کمزورانسان پگلے ہوئے سیسہ کو اپنی آنکھوں میں برداشت کرسکے گا' ہرگزنہیں۔

مومن کی شان یہ ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھے اور اپنی نظروں کومحرمات وناجائز مناظر سے آلودہ نہ کرے، اس لئے کہ اگر وہ بدنظری میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے خیالات وافکار کا توازن برقرار نہیں رہتا، فکر میں انتشار اور تصور میں پراگندگی کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر
(علامہ اقبالؒ)

منگیتر سے میل ملاپ

حضرات! لڑکا اور لڑکی کے درمیان نسبت طے پاجائے، منگنی کی رسم ہوجائے ہمارے معاشرہ میں ہوتا یہ ہے کہ لڑکا' لڑکی ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلف بات کرنے لگ جاتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ گھومنے پھرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔

کسی لڑکی سے اگر شادی کی نسبت طے ہوجائے تو شرعی لحاظ سے یہ دراصل نکاح کے وعدہ کی حیثیت رکھتی ہے، منگنی ہوتے ہی وہ دونوں شوہر اور بیوی نہیں ہوتے' کیونکہ محض منگنی کی وجہ سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا جب تک کہ گواہوں کے روبرو قاعدۂ شرعی کی روشنی میں ایجاب وقبول نہ کرلیا جائے، صرف نسبت طے ہوجانے سے لڑکا' لڑکی کا شوہر نہیں قرار پاتا اور نہ لڑکی' لڑکے کی بیوی ہوتی ہے بلکہ دونوں ایک دوسرے کے لئے اس وقت تک اجنبی ہی رہتے ہیں جب تک دونوں کا عقد نکاح نہ ہوجائے چنانچہ نکاح سے قبل لڑکا لڑکی کا آپس میں ملنا جلنا' گھومنا پھرنا' باہم بات چیت کرنا اور بے تکلف گفتگو کرنا' جائز نہیں۔

درمختار ج5، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ص260، میں ہے:

ولا يكلم الاجنبية إلا عجوزا عطست أو سلمت فيشمتها و يرد السلام عليها، وإلا لا انتهى. وبه بان أن لفظة لا في نقل القهستاني :ويكلمها بما لا يحتاج إليه زائدة، فتنبه.

سانچق میں دولہے کی انگلی پکڑنا' مذموم رواج

برادران اسلام! سانچق کی رسم میں یہ رواج ہے کہ ہونے والی سالی دولہے کی انگلی کو پکڑتی ہے اور مہندی لگاتی ہے جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوتے ہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ خوشی کے موقع پر اس طرح کی حرکت بُری نہیں، اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ شادی ہو یا دیگر خوشی ومسرت کے مواقع حدود شریعت میں رہتے ہوئے تقریب منعقد کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن بے پردگی کے ساتھ غیر

محرم کا سامنا کرنا' اس کے سامنے بے محابہ پیش ہوجانا، سالی یا کسی غیرمحرم سے انگلی پکڑوانا، یہ سب امور ناجائز وحرام ہیں۔

غیرمحرم کو چھونا اور مس کرنا سخت ممنوع ہے، اس سے متعلق احادیث شریفہ میں وعیدیں آئی ہیں چنانچہ ہدایہ میں حدیث پاک ہے:

مَنْ مَسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَيْسَ مِنْهَا بِسَبِيلٍ وُضِعَ عَلَى كَفِّهِ جَمْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَة .

جوشخص کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کوچھوئے تو بروزقیامت اسکے ہاتھ پرانگارہ رکھاجائے گا۔

(ہدایہ، کتاب الکراہیۃ ، ج4،ص459)

ہاتھ پرانگارہ اس لئے رکھاجائے گا کہ چھونے کا گناہ ہاتھ ہی کے ذریعہ ہوا تھا، ہلکی سی چنگاری دردوالم سے بےقرار کردیتی ہے، جہنم کا انگارہ اگر ہاتھ پر رکھ دیا جائے تو ہاتھ کی تکلیف کا کیا عالم ہوگا، اس عالم شہادت میں اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا' پھر مرد کے لئے مہندی لگانے کی ممانعت ہے، جس مقصد کے لئے ہونے والی سالی دولہے کا ہاتھ پکڑتی ہے' نہ وہ مقصد صحیح ہے اور نہ ہی دونوں کو باہم چھونے کی اجازت ہے۔

لہذا ساچق وغیرہ کے موقع پر جوغیرشرعی رسومات انجام دی جاتی ہیں وہ سب قابل ترک ہیں۔

عورتوں کی خوبصورتی بیان کرنے کی ممانعت

برادران اسلام! غیرمحرم کودیکھنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ اس کی وجہ سے مرد کا دل اجنبی عورت کی طرف مائل ہوتا ہے، اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔

تقاریب میں خواتین جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں ،تو خاتون اپنے شوہر کے سامنے اجنبی خواتین اور غیر محارم کا ذکر کرتی ہے، ان کے لباس کی خوبصورتی بیان کرتی ہے،ان کے حسن و جمال کا ذکر کرتی ہے،اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے سامنے کسی اجنبی عورت کے حسن و جمال کا ذکر کرے اوراس کی خوبصورتی بیان کرنے لگے تو مرد چشم تصور سے اسے دیکھنے لگتا ہے، یہاں بھی فتنہ کا امکان رہتا ہے جس طرح براہ راست آنکھ سے دیکھنے میں ہوا کرتا ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقاریب کے موقع پر اور ملاقات کے وقت ہونے والی اس برائی سے روکا اور شوہر کے سامنے کسی عورت کے حسن و جمال کا ذکر کرنے والی عورت کو دوسری عورت سے ملنے کی ہی ممانعت فرمادی۔جیسا کہ جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عَنْ اَبِی وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لاَ تُبَاشِرُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ لِتَنْعَتَھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّمَا یَنْظُرُ اِلَیْھَا.	حضرت ابو وائل ،حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : کوئی عورت کسی دوسری عورت سے اس غرض سے ملاقات نہ کرے کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے اس کے محاسن کا یوں ذکر کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہو۔

(جامع ترمذی،فی کراہیۃ مباشرۃ الرجال الرجال،حدیث نمبر:2716)

گانا بجانا' غیر اسلامی طریقہ

حضرات! آج مسلمان ناچ گانے کو تقریب کا بنیادی حصہ سمجھ رہے ہیں،بطور

خاص نکاح کی تقریب میں گانا بجانا، معمول بن چکا ہے، مسلمانوں کی غیرت ایمانی وحمیت اسلامی اس قدر ناپید ہوچکی ہے کہ فرائض اسلامیہ: زکوۃ وحج کی ادائی کے سلسلہ میں پس وپیش کیا جارہا ہے اور تقاریب میں اسراف اورحرام کاموں کے لئے بے دریغ مال لٹایاجارہا ہے، کیا شادی بیاہ کے موقع پر ناچنا، گانا، بجانا، رقص وسرود کی محفلیں سجانا اسلامی عمل ہے؟، کیا آر کے اسٹرا کو بلاکر حیا کی چادر کوتار تار کرنا دینی کام ہے؟، کیا مئے نوشی، آتش بازی کے ذریعہ دوسروں کے چین وسکون میں خلل ڈالنا مسلمان کا شیوہ ہے؟۔

یہ اہل اسلام کا شیوہ نہیں ہوسکتا' یہ اہل ایمان کا شعار نہیں ہوسکتا، اسلام سے وابستگی اور ایمان کی تابندگی کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان تقاریب میں ان منکرات سے پرہیز کریں، خوشی وغم کے موقع پر ان گناہوں سے اجتناب کریں زندگی کے ہر نشیب وفراز میں ان مذموم حرکتوں سے باز رہیں۔

گانے بجانے کی حرمت سے متعلق امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث پاک منقول ہے:

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع	سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گانا بجانا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔

(شعب الایمان، حدیث نمبر:5100)

گانے کی ممانعت کے باوجود آدمی اس کا ارتکاب کرتا ہے، یہ عمل ہی اس کے نفاق میں مبتلا ہونے کی علامت ہے،اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عبادت میں لذت نہیں آتی اور ذکر میں حلاوت نہیں رہتی ،گانے بجانے والے کے کندھوں پر شیاطین رقص کرتے ہیں جیسا کہ تفسیرات احمدیہ ص400 میں حدیث پاک ہے:

وقال النبی صلی الله علیه وسلم ما من رجل یرفع صوته بالغناء الا بعث الله علیه شیطانین احدهما علی هذا المنکب والاخر علی هذا المنکب ولا یزالان یضربان بارجلهما حتی یکون هو الذی یسکت.	حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی شخص گانے کے ذریعہ اپنی آواز کو بلند کرے اللہ تعالی اس پر دو شیطانوں کو مسلط فرمادیتا ہے، ان میں سے ایک اس کاندھے پر اور دوسرا اس کاندھے پر ہوتا ہے اور دونوں مسلسل اپنے پیروں سے مارتے رہتے ہیں ، یہاں تک کہ یہ شخص ہی خاموش ہوجائے۔

جبکہ ناچنے والے مسلمان شخص کو نہ صرف اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ وہ اس معبود حقیقی پر ایمان رکھتا ہے،شیطان جس کا کھلا دشمن ہے،اس دین کا ماننے والا ہے ، شیطان جس سے روکتا ہے ، اہل ایمان کے لئے رحمت کا وعدہ ہے اور شیطان کے لئے ابدی لعنت کی وعید اور ہمیشہ کی پھٹکار ہے، کیا یہ دانشمندی کا قرینہ ہے کہ مسلمان شخص گانے بجانے کا ارتکاب کرے اور دو شیطان اس کے کندھوں پر اپنے پیروں سے مارتے رہیں؟؟

درمختار، ج5، **کتاب الحظر و الإباحة**،ص542، میں ہے:

ان الملاھی کلھا حرام　　　تمام قسم کے لہو ولعب حرام ہیں۔

۞ گانا بجانا' سر پرستوں کی سر پرستی پر سوالیہ نشان؟ ۞

برادران اسلام! جب اولاد غلطی کرتی ہے تو سر پرست ان کی اصلاح کرتے ہیں لیکن آج یہ المیہ ہے کہ نوجوان ناچ گانے میں مصروف ہیں تو والدین اور سر پرست انہیں منع کرنے کے بجائے خوش ہو کر نوٹ لٹا رہے ہیں۔ سماج سے اس بدترین خصلت کو مٹانا ضروری ہے۔

نکاح کو تقدس حاصل ہے، وہ ایک جہت سے عبادت بھی ہے، اسی لئے اس میں خطبہ مقرر کیا گیا، نکاح کے موقع پر خطبہ کا مقرر کیا جانا اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کا احترام کیا جائے، اس کی وجہ سے دل میں خوف وخشیت پیدا ہو اور نکاح کے بعد والی زندگی تقوی و پرہیز گاری کے ساتھ گزرے، اہل اسلام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ نکاح کے موقع پر اور دیگر تقاریب میں گانے بجانے اور تمام خرافات و باطل رسومات سے احتراز کریں۔

اسلام ایک شائستہ مذہب ہے، جو ہر مسلمان کو باوقار اور باحیاء رہنے کی تعلیم دیتا ہے، لہذا ہماری ہر تقریب گناہ سے پاک اور سنت کے موافق ہونی چاہئے۔

۞ اسکول اور کالج کے فنکشن میں گانا بجانا ۞

حضرات! اسکول اور کالج جہاں نئی نسل تربیت پاتی ہے وہاں کے انتظامیہ کی جانب سے سالانہ فنکشن ہوتا ہے، 15/اگسٹ یومِ آزادئ ہند کے موقع پر یا 26 جنوری' یومِ جمہوریہ ہند کے موقع پر فنکشن ہوتا ہے تو ٹیچرس بچوں کو ناچ گانے کے لئے پراکٹس

کرواتے ہیں، بجانے کی تربیت کرتے ہیں، جہاں سے اخلاق عالیہ کی ترتیب ہونی چاہیئے، بچوں کو وہیں گناہ کا کام سکھایا جائے تو اخلاق کی تربیت کے لئے کونسا مقام ہوگا؟

اسکول وکالج میں طلبہ کو اس بات کی چھوٹ دی جاتی ہے کہ وہ مختلف دنوں میں تقاریب کا اہتمام کریں، جیسے: یوم اساتذہ (Teachers' day) یوم طلبہ (Students'day) استقبالیہ تقریب (freshers' day) وداعی تقریب (farewell day) وغیرہ۔

اس کے بارے میں ضرور غور کیا جانا چاہیئے! سادہ ذہن طلبہ وطالبات اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں کے ساتھ زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم پر اس طرح ظلم نہ کیا جائے۔

اسکول وکالج کے انتظامیہ کو اپنے فنکشن میں ناچ گانے سے خالی اور منکرات سے پاک ومبرا پروگرام رکھنا چاہیئے، اگر کہیں ناچ گانے والے پروگرام ہوں تو مدعو حضرات، والدین وسرپرست کو شرکت نہیں کرنی چاہیئے۔

اس کی وجہ سے منتظمین کی بھی اصلاح ہوگی ہاں ایسے پروگرامس جن میں ناچ گانا شامل نہ ہو اور تعلیمی مظاہرے پیش کئے جائیں تو ان میں شرکت کی جاسکتی ہے۔ شرعاً کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ سرپرست حضرات واولیاء طلبہ تعلیمی مظاہرے کے وقت موجود ہوں تو طلبہ کی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہونے کے ساتھ ساتھ انکی مزید ہمت افزائی ہوتی ہے۔

۞ کالج میں اجنبی لڑکے سے تعلق رکھنا؟ ۞

برادران اسلام! لڑکیاں کالج جاتی ہیں، کالج جا کر واپس گھر لوٹنے تک کئی

ایک مرتبہ لڑکیاں اجنبی لڑکوں کا سامنا کرتی ہیں، بار بار ملاقات کی وجہ ایک دوسرے سے مانوس ہونے لگتی ہیں، یہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن گھر والوں کو پتہ نہیں چلتا۔ جبکہ مسلمان خاتون کے لئے اجنبی مرد کو دیکھنا شرعًا جائز نہیں، اس سے متعلق احادیث شریفہ میں وعیدیں وارد ہیں، اجنبی مرد وعورت جب اکیلے وتنہا ملاقات کریں تو وہاں تیسرا شیطان رہتا ہے جو ان دونوں کو برائی پر ابھارتا ہے اور برائی کو بہترین شکل وصورت میں لاتا ہے، امام طبرانی کی معجم کبیر میں حدیث پاک ہے :

عَـنْ أَبِـى أُمَـامَةَ، عَـنْ رَسُـولِ الـلَّـهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ":إِيَّاكُمْ وَالْـخَـلْـوَةَ بِـالـنِّسَـاءِ، وَالَّـذِى نَـفْسِى بِيَدِهِ، مَا خَـلا رَجُـلٌ وَامْـرَأَةٌ إِلا دَخَلَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُمَا.	حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خواتین کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرتا مگر ان دونوں کے درمیان شیطان آجاتا ہے

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:7736)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان لڑکی کا اجنبی لڑکے سے تعلق رکھنا اللہ تعالی کے غضب کا سبب بنتا ہے اور اس کے قہر کا موجب ہوجاتا ہے، والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنی لڑکیوں کو ایسے کالج میں تعلیم دلوائیں' جہاں پردہ کا اہتمام کیا جاتا ہے، لڑکا اور لڑکی کا میل ملاپ نہ ہوتا ہو' اس کے ساتھ ساتھ شخصی طور پر ان کی نگرانی کریں، اُن پر نظر رکھیں، اگر تربیت میں کوتاہی کی جائے گی اور اولاد میں بگاڑ پیدا ہوگا تو

والدین بھی اللہ تعالی کے پاس قابل گرفت ہوتے ہیں، بطورِ خاص ان لڑکیوں اورلڑکوں کو یہ تصور رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالی دیکھ رہا ہے، وہ ہماری ہرحرکت سے باخبر ہےاور غلطی پر گرفت کرے گااور سخت ترین عذاب دے گا۔

لَوْ میرج کا حکم

برادرانِ اسلام! کالج کے ماحول میں اور ملازمت کے موقع پر اجنبی لڑکا' لڑکی کے تعلقات ہورہے ہیں، وہ ایک دوسرے سے میل ملاپ کرتے ہیں، جبکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اعضاء کا زنا قرار دیا۔

اجنبی لڑکا لڑکی کے ناجائز تعلقات کا یہ معاملہ محض گفتگو کی حد تک نہیں رہتا بلکہ یہ لڑکا' لڑکی ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں، ایک دوسرے کو چھوتے اور مس کرتے ہیں جیسا کہ امام طبرانی کی معجم کبیر اور کنز العمال میں حدیث پاک ہے:

حَدَّثَنَا شَدَّادُ بن سَعِيدٍ الرَّاسِبِيُّ، قَالَ :سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بن الشِّخِيرِ، يَقُولُ :سَمِعْتُ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ، يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لا تَحِلُّ لَهُ

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھودی جائے یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی اجنبی عورت کو ہاتھ لگائے۔

(معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر:16880۔کنز العمال، کتاب الحدود، الفصل الثانی :فی

التسامح والاغضاء فی الحدود، حدیث نمبر 13065)

اجنبی لڑکی کو چھونا اس قدر بڑا گناہ ہے کہ کسی شخص کے سر میں لوہے کی سوئی چبھودی جائے تو جس قدر تکلیف ہوتی ہے، اجنبی لڑکی کو چھونے سے اس سے زیادہ تکلیف دہ عذاب دیا جائے گا، جب اُس شخص کو عذاب دیا جائے تو وہ سر میں لوہے کی سوئی چبھودئے جانے کی تکلیف کو بھی ہلکی اور اس کے لئے بہتر سمجھے گا۔

دوستی (Friendship) کے نام پر جنسی تعلق؟

حضرات !اجنبی لڑکے اور لڑکیاں دوستی کے بہانہ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں،اور اس کی انتہاء **نعوذ باللہ من ذلک** ناجائز جنسی تعلقات پر ہوتی ہے، نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا آپس میں جنسی تعلقات رکھنا، سخت ناجائز وشدید حرام ہے، دوستی کے نام پر قوانین اسلامیہ واحکام شرعیہ کے حدود کو نہیں توڑا جاسکتا، جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا.	اور یقیناً وہ شخص نامراد ہوا جس نے تھوڑا بھی ظلم کیا ہو۔

(سورۃ طٰہٰ۔111)

ناجائز طور پر جنسی تعلقات بدکاری وزنا ہے اور ایمان والا زنا نہیں کرسکتا، اگر کوئی شخص اس برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل کر معلق رہ جاتا ہے، صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث پاک ہے :

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم لاَ يَزْنِی الزَّانِی حِينَ يَزْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلاَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ، وَلاَ يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا : جب کوئی زانی زنا کررہا ہوتا ہے تو وہ اس وقت کامل مومن نہیں ہوتا۔ جب کوئی شراب پیتا ہے تو وہ اس وقت کامل مومن نہیں ہوتا اور جب کوئی چوری کرتا ہے تو وہ اس وقت کامل مومن نہیں ہوتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ ، باب من انتظر حتی تدفن ، حدیث نمبر:2475۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی، حدیث نمبر:211)

زنا کاری کے مفاسد اور اس کی قباحت وشناعت کو ظاہر کرتے ہوئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زنا کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا۔ارشاد فرمایا:

ما من ذنب بعد الشرک أعظم عند الله من نطفة وضعها رجل فی رحم لا يحل له.	شرک کے بعد کوئی گناہ اللہ کے پاس اس نطفہ سے بڑھ کر نہیں جس کو کوئی شخص کسی ایسے رحم میں رکھے جو شرعاً اس کے لئے حلال نہ تھا۔

(جامع الاحادیث للسیوطی،حرف المیم ،حدیث نمبر:20456)

❁ نکاح سے قبل باہمی تعلق، مغربی دنیا اور اسلامی قانون ❁

حضرات! نکاح سے قبل آپسی رضامندی کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی تائید میں مغربی دنیا کہتی ہے کہ شادی سے قبل تعلقات رکھے جائیں، ربط وضبط بڑھایا جائے کیونکہ کثرت ملاقات کی وجہ سے ایک دوسرے کی طبیعت اور عادات واطوار سے واقفیت ہوتی ہے، ایک دوسرے کی معرفت اور مزاج شناسی کا موقع ملتا ہے، یہ محض دھوکہ ہے۔ ؎

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور!
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں
(علامہ اقبالؒ)

دنیا جانتی ہے کہ مغربی دنیا کے اس حیا سوز دعوے کے کیسے سنگین نتائج برآمد ہورہے ہیں، آپسی ناجائز تعلقات کی وجہ سے کئی عورتیں حاملہ ہوتی ہیں پھر سماج اور سرپرستوں کے خوف سے وہ اسقاط حمل کرواتی ہیں۔

آج معاشرہ میں بے حیائی اس قدر عام ہوچکی ہے کہ ناجائز تعلقات کو آزادی کے نام پر جائز قرار دیا جارہا ہے۔

ماہرین جنسیات کا کہنا ہے کہ آج پورے معاشرہ میں تمام جنسی طریقوں کے تئیں تساہل سے کام لیا جاتا ہے اس کے باوجود زنا، لواطت یا کسی بھی ناجائز جنسی تعلق کے سلسلہ میں ندامت وشرمندگی کا احساس نہیں، یہ بات معاشرہ کے ہر فرد کے لئے باعث فکر ہے، معاشرہ اس وقت بدل سکتا ہے جب معاشرہ کے افراد میں انقلاب پیدا ہو۔

﷽ ہم جنس پرستی بے حیائی کی انتہاء ﷽

برادران اسلام! فطری طور پر مردعورت کے درمیان جائز طور پر تعلق قائم کرنے کیلئے انسانیت میں جوطریقہ ہے وہ طریقۂ نکاح ہی ہے،اس کے لئے نکاح کی تقریب ہوا کرتی ہے لیکن اس وقت اوراس مقام پرانسانیت سسکنے لگی، جب مرد،مرد ہی سے جنسی تعلق قائم کرنے کے لئے تقریب کرنے لگا،عورت،عورت ہی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی غرض سے خوشی منانے لگی،ہم جنسی تعلق کی یہ وحشیانہ حرکت انسانی کردار پر کاری ضرب ہے۔

سماجی خرابیوں اوراخلاقی برائیوں میں ہم جنس پرستی سے بڑھ کر کوئی خرابی اور برائی نہیں،معاشرہ کو پاکیزہ اقدار عطا کرنے والے پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے بنی نوع انسان کواس اخلاق سوز خصلت سے بچانے کے لئے اس پر سخت ترین وعید بیان فرمائی ہے،مسند امام احمد میں حدیث شریف ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ...... وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:......اوراللہ تعالی اس شخص پرلعنت فرمائے جوقوم لوط والاعمل کرتاہے، اللہ تعالی اس شخص پرلعنت فرمائے جوقوم لوط والاعمل کرتاہے، اللہ تعالی اس شخص پرلعنت فرمائے جوقوم لوط والاعمل کرتاہے۔آپ نے اس کوتین مرتبہ فرمایا۔

(مسند الامام احمد، حدیث نمبر: 2677)

ہم جنس پرستی جیسی ملعون و مذموم حرکت بلاشبہ انسانیت کو بربادی کی طرف لے جارہی ہے، ایسے وقت جبکہ دنیا ایڈز جیسے مہلک مرض سے دوچار ہے جو خطاکاروں کے ساتھ دوسروں کو بھی نگل رہا ہے، ہم جنس پرستی کے قانونی جواز کی بات کرنا، ایڈز اور اس جیسے جان لیوا امراض کو بڑھاوا دینا ہے۔

صرف اس تصور سے انسانیت دم بخود ہوجاتی ہے کہ آزادی کے نام پر جب مرد، مرد اور عورت، عورت کی شادی ہوتی ہے، تو نئی نسل کیسے باقی رہے گی؟ جبکہ قوم وملک کا مستقبل انہی سے وابستہ ہے۔

اگر فطرت کی اس بغاوت اور سنگین جرم کو قانونی جواز کا لبادہ اوڑھا دیا جائے تو سماج میں نت نئے مسائل پیدا ہوں گے وہ معاشرہ کی بنیادوں کو ہلاکر برباد کردیں گے۔ مختلف علاقوں میں اس شیطانی فعل کی حمایت کی جارہی ہے اور اُسے آزاد خیالی، تہذیب کا نام دیا جارہا ہے اور ترقی پسندانہ اقدام قرار دیا جارہا ہے۔

صد افسوس کہ جو عمل حیوانیت میں شمار کیا جاتا ہے، جو تہذیب پر بدنما داغ ہے اس کو تہذیب اور ترقی کہا جائے تو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ اخلاقی پستی وزوال کا کیا مفہوم ہوگا؟ صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل اور نسل انسانی کی افزائش وبقا کے لئے اس بدترین جرم کی بیخ کنی کرنا ہر انسانی قوم وملت کی ذمہ داری ہے۔

❁ حیاء، ایمان کی ایک عظیم شاخ ❁

یہ ایک حقیقت ہے کہ "حیاء" انسانیت اور حیوانیت کے درمیان حد فاصل ہے

انسان اپنے مقام ومرتبہ کو سمجھے اور درجۂ انسانیت سے نیچے والی صفات اختیار نہ کرے۔

ارشاد نبوی ہے:

حَـدَّثَـنَـا أَبُـو مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ	حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں'
النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم	حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
- إِنَّ مِـمَّـا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ	فرمایا: بیشک پچھلی نبوت کے کلام کا حصہ جو
كَلاَمِ الـنُّبُـوَّةِ الأُولَـى إِذَا لَمْ	لوگوں کوملا اس سے یہ ہے کہ جب تم
تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ	حیانہیں کرتے تو جو چاہو کرلو۔

(صحیح البخاری، باب اذالم تستحی فاصنع ماشئت، حدیث نمبر:6120)

تمام لوگوں کی بحیثیت انسان اور تمام اہل اسلام کی بحیثیت مسلمان یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ بدنظری وبدنگاہی سے اجتناب کریں، شادی سے پہلے میل ملاپ وتعلقات سے پرہیز کریں، سانچق اور دیگر تقاریب کے خلاف شریعت رواج سے اپنے آپ کو بچائیں، خواتین شوہر کے سامنے اجنبی خواتین کی خوبصورتی بیان نہ کریں، تقریب نکاح اور دیگر تقاریب میں ناچ، گانا جیسی حرکتوں سے گریز کریں، اسکول وکالج کے فنکشنس میں اخلاقی اقدار کوملحوظ رکھیں، بے حیائی والی ہر حرکت کردار کو داغدار کرنے والے ہر عمل سے بچتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو اخلاق کے اعلی اقدار عطافرمائے صفت حیا کے حامل بنائے، بےحیائی وبدکرداری سے بچائے۔ آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللّٰـهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ، فضائل وکمالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: أَمْ مَنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ اللَّیْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا یَحْذَرُ الآخِرَۃَ وَیَرْجُوْ رَحْمَۃَ رَبِّہٖ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِیْ الَّذِینَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لا یَعْلَمُوْنَ إِنَّمَا یَتَذَکَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمْ

برادران اسلام! خلیفۂ سوم، صاحب جودواحسان، جامع قرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کو اللہ تعالی نے خصوصی عظمت وفضیلت سے نوازا، متعدد خصائص وامتیازات سے بہرہ مند فرمایا اور آپ کو خصائل حمیدہ وصفات عالیہ سے متصف فرماکر مقامات عالیہ ودرجات سنیہ پر فائز فرمایا۔

18 ذی الحجہ کو چونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمی ہوئی ہے، اسی مناسبت سے آج کتاب وسنت کی روشنی میں آپ کے فضائل وکمالات بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ان پاکباز بندوں کی مدح فرمائی جنہوں نے اپنی راتوں کو شب بیداری سے مزین کیا، جن کی جبینیں بارگاہ خداوندی میں خم رہتی ہیں، جن کے دل خوف الہی سے معمور رہتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کی رحمت کے امیدوار بنے رہتے ہیں، ارشاد الہی ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ اللَّيْلِ	بھلا وہ شخص جورات کی گھڑیاں سجدہ کرتے ہوئے
سَاجِدًا وَّقَائِمًا يَحْذَرُ	اور قیام کرتے ہوئے عبادت میں بسر کرتا
الآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ	ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اوراپنے رب کی رحمت
رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى	کی امید رکھتا ہے وہ اورمشرک ہوسکتا ہے؟ ہرگز
الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لا	نہیں۔آپ فرمادیجئے! کیا کبھی علم والے اور جاہل
يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ	برابر ہوسکتے ہیں؟اس کے سوانہیں کہ صرف عقلمند
أُولُوا الْأَلْبَابِ.	ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

(سورۃ الزمر،9)

برادران اسلام! امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے لکھا کہ مذکورہ آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ تفسیر درمنثور میں روایت ہے:

أخرج ابن المنذر وابن أبى	امام ابن منذر،امام ابن ابوحاتم ،امام ابن
حاتم وابن مردويه وأبو	مردویہ،امام ابونعیم اورامام ابن عساکررحمہم
نعيم فى الحلية وابن	اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالی
عساكر عن ابن عمر رضى	عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ
الله عنهما ، أنه تلا هذه	آیت کریمہ "أَمْ مَنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ
الآية (أمن هو قانت آناء	اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا.... "تلاوت
الليل ساجداً وقائماً	فرمائی

یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ . .) قال : ذاک عثمان بن عفان . وفی لفظ نزلت فی عثمان بن عفان.	اور کہا کہ وہ ہستی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ ہیں،اور ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

(الدرالمنثور فی التأویل بالمأثور)

نزہۃ المجالس میں روایت ہے:

کان عثمان بن عفان یصوم الدھر ویقوم اللیل إلا ھجعۃ من أولہ قالت إمرأۃ کان یحیی اللیل کلہ فی رکعۃ یجمع فیھا القرآن.	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ دن میں روزہ رکھتے اور رات میں قیام فرماتے، رات کے ابتدائی حصہ میں تھوڑی دیر آرام فرماتے،آپ کی زوجۂ محترمہ نے فرمایا: آپ رات تمام قیام فرماتے اور ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم تلاوت فرماتے۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس)

اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کی جس طرح ترتیب ہے ان کے درجات وکمالات بھی اسی ترتیب سے ہیں۔

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت منقول ہے:

قال علی رضی الله	سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے منبر پر تشریف
عنه علی المنبر ألا	فرما ہوکر ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ
أخبر کم بخیر هذه	والہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے بہتر شخص کے
الآمة بعد نبیها قالوا	بارے میں نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا: کیوں
بلی قال أبو بکر	نہیں؛ ضرور بیان فرمائیں! آپ نے فرمایا: وہ حضرت ابو
الصدیق ثم قال ألا	بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، پھر فرمایا: کیا میں تمہیں
أخبر کم بالثانی	نہ بتاؤں کہ آپ کے بعد کس کا درجہ ہے؟ انہوں نے
قالوا بلی قال عمر	عرض کیا: ہاں؛ ضرور بیان فرمائیں! آپ نے فرمایا: وہ
ثم قال ألا أخبر کم	حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر فرمایا: کیا میں تمہیں تیسری
بالثالث قالوا بلی	ہستی کون ہیں نہ بتاؤں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
فنزل علی وهو	یہ فرماتے ہوئے منبر سے اتر گئے کہ وہ حضرت عثمان رضی
یقول عثمان.	اللہ تعالی عنہ ہیں۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس)

❁ نسب مبارک ❁

آپ کا نام مبارک "عثمان" اور کنیت شریفہ "ابو عبد اللہ" ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کا نسب مبارک حضرت عبد مناف کے بعد حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نسب پاک سے جاملتا ہے۔

ولادت شریفہ

عام الفیل کے چھٹے سال سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت شریفہ ہوئی، جیسا کہ تاریخ الخلفاء میں ہے: **ولد فی السنة السادسة من الفیل.** (تاریخ الخلفاء، ج1،ص60)

آپ کی والدہ محترمہ کا نام " اروی" ہے جو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کی نواسی ہیں، جیسا کہ معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم میں ہے: **عثمان بن عفان ..یکنی أبا عبد الله ...أمه أروی بنت کریز بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف.** (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، ج14،ص62)

ایمان میں سبقت

آپ سابقین اولین اور سابقین مہاجرین سے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی دعوت وترغیب پر آپ نے اسلام قبول کیا، سب سے پہلے ایمان لانے والے خوش نصیبوں میں آپ چوتھے فرد ہیں، جیسا کہ اسد الغابہ میں روایت ہے:

أسلم فی أول الإسلام،	ابتداء اسلام میں آپ مشرف باسلام ہوئے،
دعاه أبو بکر إلی	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کو
الإسلام فأسلم، وکان	اسلام کی دعوت دی تو آپ نے اسلام قبول کیا، اور
یقول: إنی لرابع أربعة	آپ فرمایا کرتے: بیشک اسلام قبول کرنے والوں
فی الإسلام.	میں، میں چوتھا شخص ہوں۔

(أسد الغابۃ لابن الاثیر، باب العین، عثمان بن عفان)

نور الابصار میں ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

،حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

قال ابن اسحاق:هو اول الناس اسلاما بعد ابي بكر وعلي وزيد بن حارثة.	علامہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد اسلام قبول کیا۔

(نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ص79)

اہل خانہ کے ساتھ ہجرت کا خصوصی اعزاز

آپ کو یہ بھی شرف حاصل ہیکہ آپ نے دو ہجرتیں فرمائیں: (1) ایک ملک حبشہ کی جانب اور (2) مدینہ منورہ کی جانب۔ معجم کبیر طبرانی میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ،قَالَ : .. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ عُثْمَانَ أَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ إِلَى اللَّهِ بِأَهْلِهِ بَعْدَ لُوطٍ.	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ تعالی عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی زوجہ کے ساتھ اللہ تعالی کی خاطر ہجرت کی ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج1، ص61، حدیث نمبر 141)

❁ عقد نکاح ❁

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ امتیازی شرف حاصل ہے کہ آپ کا عقد یکے بعد دیگرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دو شہزادیوں سے ہوا، اسی لئے آپ کو ذوالنورین یعنی دونور والے کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے وصال کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اور آپ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو أن	قسم خدا کی! اگر میری سو لڑکیاں ہوتیں اور یکے
عندی مائة بنت تموت	بعد دیگرے سب کا انتقال ہوتا جاتا تو میں ایک کے
واحدة بعد واحدة	بعد ایک تمہارے نکاح میں دیتا جاتا، یہاں تک کہ
زوجتک أخری حتی لا	سو(100) مکمل ہوجاتیں، ابھی جبریل امین علیہ
یبقی من المائة شیء هذا	السلام میرے پاس آئے تھے، انہوں نے کہا کہ اللہ
جبریل أخبرنی أن الله	تعالی نے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں ام کلثوم رضی اللہ
أمرنی أن أزوجک أختها.	تعالی عنہا کو تمہارے نکاح میں دوں۔

(جامع الأحادیث، حدیث نمبر 16107۔ الجامع الکبیر للسیوطی، حرف الام۔ کنز العمال، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 36206۔ نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

❁ لقب "ذوالنورین" کی وجہ تسمیہ ❁

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں آپ کے لقب مبارک "ذوالنورین" سے متعلق روایت نقل فرمائی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ

وسلم کی دوصاحبزادیاں آپ کے عقد میں تھیں اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے،اور حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ کسی نبی کی دوصاحبزادیاں ان کے نکاح میں ہوں؛یہ عظیم سی سعادت آپ کے حصہ میں آئی۔**وأخرج البيهقي في سننه عن عبد الله بن عمر بن أبان الجعفي قال: قال لي خالي حسين الجعفي: تدري لم سمي عثمان ذا النورين قلت لا قال: لم يجمع بين بنتي نبي منذ خلق الله آدم إلى أن تقوم الساعة غير عثمان فلذلک سمي ذا النورين .** (تاریخ الخلفاء،ج1،ص60)

ملاء اعلی میں آپ کا تذکرہ

حضرات!جس بابرکت ہستی کا تذکرہ ہم زمین پر کررہے ہیں وہ ایسی بابرکت ہستی ہے کہ ان کا تذکرہ ملاءاعلی میں بھی ہورہا ہے،آسمانی مخلوق بھی آپ کو ذوالنورین کے مبارک لقب سے یاد کرتی ہے،جیسا کہ کنز العمال میں روایت ہے:

عن النزال بن سبرة قال: سألنا عليا عن عثمان قال: ذاک امرؤ يدعى في الملأ الأعلى ذا النورين.	حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:یہ وہ ہستی ہے جنہیں ملاء اعلی میں "ذو النورین" کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(کنز العمال،کتاب الفضائل،حدیث نمبر36181۔نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس)

کمال درجہ صفت حیاء سے متصف

برادران اسلام! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کمال درجہ کی صفت حیاء سے متصف تھے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے مزاج وطبیعت کا خصوصی لحاظ فرمایا کرتے، صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ ابْنَيْ	حضرت عطا بن یسار، حضرت سلیمان بن یسار اور
يَسَارٍ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ	حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالی عنہم
الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ	سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله	عنہا نے ارشاد فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی
عليه وسلم مُضْطَجِعًا فِي	اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس میں
بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ	استراحت فرما تھے، اورآپ کے زانوے اقدس
سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ	یا اپنی پنڈلی مبارک سے زائد کپڑا ہٹا ہوا تھا
فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ	، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے اجازت
الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ	طلب کی، آپ نے انہیں اسی حالت میں
عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ	اجازت عطا فرمائی، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی
فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ	عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے انہیں اسی
عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ	حالت میں اجازت عطا فرمائی، پھر حضرت
صلى الله عليه وسلم	عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اجازت طلب کی

وَسَوَّى ثِيَابَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَلاَ أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ . فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ : أَلاَ أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلاَئِكَةُ .

توحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور اپنے کپڑے درست فرمالئے ،حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کی خدمت میں معروضہ کیا، جب وہ چلے گئے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کیا :حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، آپ نے ان کے لے نہ تو حرکت کی اور نہ ان کے لئے اہتمام کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے، آپ نے ان کے لئے نہ تو حرکت کی اور نہ ان کے لئے اہتمام کیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے تو آپ تشریف فرما ہوئے اور اپنے کپڑے درست کئے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس شخص سے حیاء کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ . حدیث نمبر،6362)

صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے:

إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لاَ يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ.	حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: عثمان (رضی اللہ تعالی عنہ) حیادار ہیں، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اُنہیں اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ حیا کے باعث میرے پاس اپنی ضرورت کو پیش نہ کرسکیں گے.

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ . حدیث نمبر،6363)

آپ کی صفت حیاء کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے حق میں خصوصی دعاءفرمائی، جیسا کہ کنزالعمال میں حدیث پاک ہے:

سألت ربی عز وجل ألا یوقفه الحساب فشفعنی فیه " .أبو الحسن الجوهری فی أمالیه وابن عساکر.	حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں نے اللہ سے معروضہ کیا کہ قیامت کے دن عثمان رضی اللہ عنہ کوحساب کے لئے کھڑا نہ کرے،تو اللہ تعالی نے ان کے حق میں میری سفارش قبول فرمالی۔

(کنزالعمال،حدیث نمبر:33095)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس مقبول دعا کا بارگاہ الٰہی میں اس قدر لحاظ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں بارگاہ خداوندی سے خصوصی اعلان ہوگا کہ آپ بڑی عزوشان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ . ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً . فَادْخُلِي فِي عِبَادِي . وَادْخُلِي جَنَّتِي .	اے مطمئن جان! اپنے پروردگار کی جانب لوٹ آ؛ اس حال میں کہ تو رب سے راضی اور رب تجھ سے راضی ہے، اور میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

(سورۃ الفجر، 27/30)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر نے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

فروی الضحاک، عن ابن عباس: نزلت فی عثمان بن عفان.	امام ضحاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، سورۃ الفجر، 24)

آپ کی شان سخاوت

برادران اسلام! سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں بے شمار احادیث

کریمہ وارد ہیں، جن سے آپ کی رفعت شان آشکار ہوتی ہے، آپ کی عظمت وفضیلت اورشانِ سخاوت سے متعلق یہاں بطورنمونہ چند احادیث شریفہ ذکر کی جارہی ہیں جنہیں سیدی شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انواراللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایۂ ناز کتاب "مقاصدالاسلام" حصۂ ششم میں درج فرمایا ہے۔

کنزالعمال میں روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

أن الميرة انقطعت عن المدينة حتى جا ع الناس فخرجت إلى بقيع الغرقد فوجدت خمسة عشر راحلة عليها طعام فاشتريتها وحبست منها ثلاثة وأتيت النبي صلى الله عليه وسلم باثنتي عشرة راحلة، فدعا لي النبي صلى الله عليه وسلم.	ایک مرتبہ کئی روز مدینہ منورہ میں باہر سے غلہ نہیں آیا اور یہاں تک کہ لوگوں کو بھوک لاحق ہوئی، تو میں بقیع غرقد کی جانب نکلا تو دیکھا کہ پندرہ اونٹ غلہ سے لدے ہوئے ہیں تو میں نے انہیں خریدا اور تین اونٹ روکے رکھا اوران میں سے بارہ اونٹ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے حق میں برکت کی دعافرمائی۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 36335)

امام ابن عساکراورامام علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت نقل کی ہے:

عن أبي مسعود قال..... فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم قد رفع يديه حتى رئي بياض إبطيه	حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نہایت خوشی سے دونوں ہاتھ اس قدر اونچے فرمائے کہ آپ کے مبارک بغلوں سے نور ظاہر ہونے لگا،

یدعو لعثمان دعاء	آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے جو
ما سمعته دعا	دعائیں فرمائیں میں نے حضرت عثمان سے پہلے
لأحد قبله ولا بعده	اور آپ کے بعد کسی کے لئے حضور کو اس قدر
اللهم! أعط	دعا کرتے ہوئے نہیں سنا۔ آپ دعا فرماتے: اے
عثمان، اللهم!	اللہ! عثمان کو یہ یہ عطا فرما! اے اللہ؛ عثمان کو ان ان
افعل بعثمان.	چیزوں سے مالا مال فرما!

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 36196)

نیز ابن عساکر اور کنزالعمال میں حدیث پاک ہے:

عن كثير بن مرة قال:	حضرت کثیر بن مرہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت
سئل علی عن عثمان	ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ
قال: نعم يسمى في	وجہہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سے
السماء الرابعة ذا	متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ کیا
النورين، وزوجه رسول	خوب شان والے ہیں! انہیں چوتھے آسمان پر "ذو
الله صلى الله عليه وسلم	النورین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اور حضرت
واحدة بعد أخرى، ثم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یکے بعد دیگر
قال رسول الله صلى الله	اپنی دو شہزادیوں کا ان سے نکاح کروایا، پھر حضور
عليه وسلم: من يشترى	اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص
بيتا يزيده فى المسجد	(مسجد سے متصل) گھر خرید کر مسجد نبوی میں شامل
غفر الله له،	کرے اس کو خدائے تعالیٰ بخش دے گا،

فاشتراه عثمان فزاده في المسجد، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يبتاع مربد بني فلان فيجعله صدقة للمسلمين غفر الله له! فاشتراه عثمان فجعله صدقة على المسلمين، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يجهز هذا الجيش . يعني جيش العسرة . غفر الله له! فجهزهم عثمان حتى لم يفقدوا عقالا" .كر."۔	،تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ گھر خرید کر مسجد میں شریک کردیا، پھر ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو شخص فلاں قبیلہ کا مربد یعنی کھجوریں اور غلہ سکھانے کی جگہ خرید کر مسلمانوں پر صدقہ کردے اس کو خدائے تعالیٰ بخش دے گا ،تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کوخرید کر مسلمانوں پر صدقہ کردیا، پھر ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو شخص جیش عسرت کا سامان مہیّا کردے خدائے تعالیٰ اس کوبخش دے گا، عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کا مکمل سامان فراہم کردیا یہاں تک کہ اس میں ایک عقال بھی کم نہ تھی۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 36249)

امام طبرانی ،امام ابن عساکر اور امام علی متقی ہندی رحمہم اللہ نے روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بِشْرِ بن بَشِيرٍ الأَسْلَمِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ،	حضرت ابوسلمہ بشر بن بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں،

قَالَ :لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَاسْتَنْكَرُوا الْمَاءَ ، وَكَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْ بنى غِفَارٍ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا : رُومَةُ ، وَكَانَ يَبِيعُ مِنْهَا الْقِرْبَةَ بِمُدٍّ	انہوں نے فرمایا :جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو پانی کو ناموافق پایا،اورقبیلہ بنوغفار کے ایک شخص کے پاس ایک کنواں تھا جسے "رومہ" کہاجاتا تھا،وہ شخص اس کنویں سے ایک مشک پانی ایک مُد کے بدلہ فروخت کرتا تھا،
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : بِعْنِيهَا بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ لِي ، وَلَا لِعِيَالِي غَيْرُهَا ، لَا أَسْتَطِيعُ ذَلِكَ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَاشْتَرَاهَا بِخَمْسَةٍ وَثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَجْعَلُ لِي مِثْلَ الَّذِي جَعَلْتَهُ لَهُ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا ؟	توحضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا:تم اس کنویں کو مجھے جنت کے ایک چشمہ کے عوض بیچ دو!تواس نے عرض کیا:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!میرے اورمیرے گھر والوں کے لئے اس کے سوا (کمائی کا) کوئی اور ذریعہ نہیں ہے لہذا میں اسے بیچنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔جب یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کومعلوم ہوئی تو آپ نے اسے پینتیس ہزار درہم کے عوض خریدلیا، پھرحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا:یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !اگر میں اس کنویں کوخریدلوں تو کیا آپ جنت کا چشمہ میرے لئے مقرر کردیں گے جس طرح آپ نے اس شخص کے لئے جنت کا چشمہ مقرر کیا تھا،

قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : قَدِ اشْتَرَيْتُهَا ، وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِينَ.	آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا: یقیناً میں نے اس کوخرید لیا اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 1212۔ کنز العمال، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 36183)

حضرات! اللہ تعالی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سخاوت وفیاضی کی صفت سے متصف فرمایا، جود وسخا کی صفت آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی، جب بھی اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مال کی ضرورت پیش آتی تو آپ بے دریغ اپنا مال خرچ کرتے، کنز العمال میں حدیث شریف ہے:

عن عمران بن حصين أنه شهد عثمان بن عفان أيام غزوة تبوك في جيش العسرة فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصدقة والقوة والتأسي وكانت نصارى العرب كتبوا إلى هرقل: إن هذا الرجل الذي خرج ينتحل النبوة قد هلك وأصابتهم سنون	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر جیش عسرت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صدقہ کرنے، طاقتور بننے اور پیروی کرنے کا حکم فرمایا، عرب کے نصاری نے ہرقل کو لکھا کہ یہ صاحب جو نبوت کا دعوی کرتے ہیں اُن کی قوم اِن دنوں تباہی میں ہے وہ قحط سالی سے دوچار ہیں؛

فهلكت أموالهم فإن	کیونکہ ان کے مال ہلاک ہوگئے ،اگر تم کو
كنت تريد أن تلحق	اپنے دین کی پاسداری ہے اور مدد کرنا چاہتے
دينك فالآن، فبعث	ہوتو یہی موقع ہے،اس نے ایک گورنر کو روانہ
رجلا من عظمائهم يقال	کیا جسے "صنار" کہا جاتا تھا،اور اس کے
له الصنار وجهز معه	ساتھ چالیس ہزار کا لشکر تیار کر کے مقابلہ کے
أربعين ألفا فلما بلغ	لئے بھیجا، جب یہ خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ
ذلك نبي الله صلى الله	والہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اطراف واکناف
عليه وسلم كتب في	عرب کے علاقہ میں مبارک خطوط روانہ
العرب وكان يجلس	فرمائے، ہر روز آپ منبر پر تشریف فرما ہوتے
كل يوم على المنبر	اور دعا میں کہتے کہ الہی !اگر یہ چند مسلمان
فيدعو الله ويقول:	ہلاک ہوجائیں تو زمین پر تیری عبادت کرنے
اللهم إنك إن تهلك	والا کوئی نہ رہے گا،اس مسلمانوں کی مالی
هذه العصابة فلن تعبد	حالت ابتر تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی
في الأرض فلم يكن	عنہ نے ملک شام سے غلہ لانے کے لئے
للناس قوة، وكان عثمان	تجارتی قافلہ تیار کیا تھا،اسلامی ضرورت کو دیکھ
بن عفان قد جهز عيره	کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
إلى الشام يريد أن يمتار	وسلم !میں دوسو(200)اونٹ مع پالان دیگر
عليها فقال:	سامان اور دوسو (200)اوقئے پیش کرتا ہوں،

يا رسول الله! هذه مائتا بعير بأقتابها وأحلاسها ومائتا أوقية فحمد الله رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر وكبر الناس، ثم قام مقاما آخر فأمر بالصدقة، فقام عثمان فقال: يا نبي الله! وهاتان مائتان ومائتا أوقية فكبر وكبر الناس.	توحضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے "الحمد للہ " کہہ کرتکبیر کہی اورسب مسلمان اتنے خوش ہوئے کہ ہر طرف سے تکبیر کے نعرے بلند ہوئے، پھر دوسرے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کوصدقہ کرنے کی رغبت دی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! دو سو (200)اونٹ اور دو سو(200)اوقئے پیش کرتا ہوں،اس پرآپ نے تکبیر کہی،اور ہر طرف سے تکبیر کے نعرے بلند ہوئے۔

(کنزالعمال،کتاب الفضائل،حدیث نمبر36188)

اسی طرح متفرق مجلسوں میں نو سو پچاس(950)اونٹنیاں اور بعض روایتوں میں نو سو ستر(970)اونٹنیاں اور تیس گھوڑے اور سات سو (700)اوقئے سونا اور دس ہزار(10,000)دینار نقد پیش کئے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب دس ہزار(10,000) دینار حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روبرو پیش کئے گئے تو آپ ان دینار کو نہایت خوشی سے نیچے اوپر کرتے اور یہ فرماتے جاتے:اے عثمان!اللہ تعالی نے تمہارے ہر قسم کے گناہ خواہ چھپے ہوں یا ظاہر،آئندہ قیامت تک ہونے

والے سب کی مغفرت کردی، پھر ارشاد فرمایا: اس کے بعد عثمان رضی اللہ تعالی عنہ جو چاہیں کریں؛ کچھ پرواہ نہیں، کوئی امر ان کو ضرر نہ دے گا۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 36189) فبعث إليه عثمان بعشرة آلاف دينار فصبت بين يديه فجعل النبی صلى الله عليه وسلم يقلبها بين يديه ظهرا لبطن ويدعو له يقول: غفر الله لک يا عثمان! ما أسررت وما أعلنت وما أخفيت وما هو كائن إلى أن تقوم الساعة ما يبالی عثمان ما عمل بعد هذا " .عد، قط "وأبو نعيم فی فضائل الصحابة، "كر."

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دفاع، صحابہ کی سنت

برادران اسلام! اللہ تعالی نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے ایمان کو امت ہدایت کا معیار قرار دیا، جب بھی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی شان کے خلاف کوئی بات کہی جائے تو ایمانی تقاضہ یہ ہیکہ ان کا دفاع کرکے اپنی محبت ووابستگی کا ثبوت دیں، صحیح بخاری شریف میں حدیث شریف ہے:

عُثْمَانُ . هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ . قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مَنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا ، فَقَالَ مَنْ هَؤُلاَءِ الْقَوْمُ قَالَ هَؤُلاَءِ قُرَيْشٌ.

حضرت عثمان بن موہب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک مصری شخص حج بیت اللہ کے ارادہ سے آیا، تو اس مصری شخص نے چند بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ کس قبیلہ کے ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ اکابر قریش ہیں،

قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ. قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ . قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ .قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ .قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَتْ مَرِيضَةً ،

پھر اس شخص نے پوچھا:ان کے سردار کون ہیں؟لوگوں نے کہا:عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما،اس نے کہا:اے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما!میں آپ سے چند چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں،آپ مجھے بیان کریں!کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ غزوۂ احد کے دن موجود نہیں تھے؟آپ نے فرمایا:ہاں،اس نے سوال کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں موجود نہیں تھے اور اس میں شرکت نہیں کی؟آپ نے فرمایا:ہاں،پھر اس نے پوچھا:کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان کے موقع پر موجود نہیں تھے اور اس میں شرکت نہیں کی؟آپ نے فرمایا:ہاں،اس نے کہا:اللہ اکبر!حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:آؤ،میں تمہیں حقیقت بیان کرتا ہوں:اب رہا آپ کا غزوۂ احد کے دن موجود نہ ہونا تو میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالی نے انہیں درگزر فرمادیا اور ان کی مغفرت فرمادی۔اب رہا آپ کا غزوۂ بدر میں موجود نہ رہنا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے عقد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شہزادی تھیں،اور وہ بیمار تھیں،

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ .وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرُّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ الْيُمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ .فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ ، فَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ . فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ .

تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا کہ بیشک تمہیں وہی ثواب اور حصہ ہے جو بدر میں شریک ہونے والے آدمی کے لئے ہے۔اب رہا آپ کا بیعت رضوان کے وقت موجود نہ رہنا،تو اگر کوئی وادیٔ مکہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت وغلبہ والا ہوتا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسی کو (اسلام کا سفیر بنا کر) روانہ فرماتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ ہی کو روانہ فرمایا تھا،اور بیعت رضوان تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے مکہ مکرمہ روانہ ہونے کے بعد ہوئی،اس موقع پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے داہنے دست مبارک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:یہ عثمان (رضی اللہ تعالی عنہ) کا ہاتھ ہے،اور اسے اپنے بائیں دست مبارک پر رکھ کر فرمایا:یہ(بیعت) عثمان (رضی اللہ تعالی عنہ) کی جانب سے ہے۔پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اس سوال کرنے والے شخص سے فرمایا: اب ان حقائق کو اپنے ساتھ (بحفاظت) لے جاؤ!۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب عثمان بن عفان أبی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ. حدیث نمبر،3698)

صلح حدیبیہ کے وقت جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر' مکہ مکرمہ روانہ فرمایا، اہل مکہ نے آپ سے کہا کہ آپ طواف کرلیں اور عمرہ ادا کرلیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ہرگز کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کروں گا، تب انہوں نے آپ کو روک لیا اور مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے جاں نثاری کی بیعت لی پھر اپنے داہنے دست مبارک کو بائیں دست مبارک پر رکھ کر فرمایا اے اللہ! یہ ہاتھ عثمان کی جانب سے ہے اور یہ ان کی طرف سے بیعت ہے کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں ہیں۔

حضرات! یہاں یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہوتا تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پہنچنے کے بعد صحابہ کرام سے بیعت نہ لیتے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ حضرت عثمان کی جانب سے بیعت نہ لیتے کیونکہ جن کی شہادت ہوچکی اُن سے بیعت نہیں لی جاتی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت لی، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت حقیقی صورت

حال سے بخوبی واقف و باخبر ہیں۔

❁ حضرت عثمان کی دیانت پر حضور کو کامل اعتماد ❁

حضرات! سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی صداقت و دیانت اور بارگاہ نبوی میں آپ کی قدر و منزلت کا اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو اسلام کا سفیر مقرر کر کے مکہ مکرمہ روانہ فرمایا، آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اسلامی سفیر منتخب کر کے گویا یہ پیام دیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صداقت پر آپ کو مکمل اعتماد ہے اور آپ کی دیانت پر کامل وثوق ہے، آپ کی صداقت و دیانت ہر شبہ سے بالاتر ہے۔

❁ حدیبیہ میں آپ کو اسلامی سفیر مقرر کرنے کی حکمت ❁

حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو اپنے نمائندہ کی حیثیت سے مکہ مکرمہ روانہ فرمایا، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ اہل مکہ میں بھی معزز و مکرم تھے، وہ لوگ آپ کی عزت و تکریم کیا کرتے تھے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نگاہ نبوت دیکھ رہی تھی کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ شخصیت پر انگلیاں اٹھائی جائیں گی، آپ کے بے داغ کردار پر چہ میگوئیاں کی جائیں گی، آپ کی صداقت و دیانت پر مختلف اعتراضات کئے جائیں گے، اسی لئے آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔

حضرات! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا آپ کو اپنا نمائندہ بنانا یہ آپ کی کمال دیانت پر دلالت کرتا ہے اور دست اقدس کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دینا یہ آپ کی کمال قربت پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض کا نتیجہ

حضرات! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت بابرکت میں رہنے والے خوش نصیب حضرات سے قلبی محبت اور گہری وابستگی رکھنا ایمان کا تقاضا ہے، اوران سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی کا موجب ہے، جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللَّه.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص کا جنازہ لایا گیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو اس سے پہلے کسی کی نماز جنازہ ترک فرماتے ہوئے نہیں دیکھا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، حدیث نمبر:3709)

آپ کا تواضع اور سادگی

حضرات! سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراتب عالیہ پر فائز ہونے کے

باوجود مکمل تواضع اور سادگی کے ساتھ زندگی بسر کیا کرتے ،نزہۃ المجالس میں ہے:

وکان یطعم الناس طعام الإمارة ویأکل الخل والزیت. آپ لوگوں کو بادشاہوں کی طرح کھلایا کرتے اورخود سرکہ اورزیتون استعمال کرتے۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کوشہادت کی بشارت

برادران اسلام!حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعطاء الہی قیامت تک رونما ہونے والے واقعات اور امتیوں کے احوال سے باخبر ہیں،یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی بشارت دی کہ وہ شہید کئے جانے والے ہیں،جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ ، قَالَ : اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ .

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ احد پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے تو وہ اپنے مقدر پر ناز کرتے ہوئے فرط مسرت سے جھومنے لگا،حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک مارکر اس سے فرمایا اے احد!تھم جا تجھ پر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح البخاری،حدیث نمبر:3686)

نیز امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن عساکر کے حوالہ سے روایت نقل فرمائی:

وأخرج ابن عساكر عن زيد بن ثابت قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مر بي عثمان وعندي ملك من الملائكة فقال: شهيد يقتله قومه إنا نستحي منه.	سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عثمان میرے پاس سے گزرے اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ حاضر تھا، اس نے عرض کیا: حضرت عثمان شہید ہیں، آپ کو آپ کی قوم شہید کرے گی، ہم سارے فرشتے حضرت عثمان سے حیاء کرتے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، ج1، ص62)

خلافت اور جنت کی بشارت

حضرات! یوں تو اللہ تعالی نے عمومی طور پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى .	اور اللہ تعالی نے تمام (صحابۂ کرام) سے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے۔

(سورۃ الحدید۔10)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ جنت کی اس عمومی بشارت کے باوصف خصوصی بشارت سے بھی سرفراز فرمائے گئے، جیسا کہ کنز العمال میں حدیث پاک ہے:

عن أنس قال: جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل إلی بستان فأتی آت فدق الباب، فقال: یا أنس! قم فافتح لہ الباب وبشرہ بالجنة والخلافة من بعدی، قلت: یا رسول اللہ! أعلمہ؟ فقال: أعلمہ، فخرجت فإذا أبو بکر، قلت لہ: أبشر بالجنة وأبشر بالخلافة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ثم جاء آت فدق الباب، فقال: یا أنس! قم فافتح لہ الباب وبشرہ بالجنة وبالخلافة من بعد أبی بکر قلت:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور ایک باغ میں تشریف لے گئے،ایک صاحب حاضر ہوئے اور دروازہ پر دستک دی،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اے انس!اٹھو،اور ان کے لئے دروازہ کھول دواور انہیں جنت کی اور میرے بعد خلافت کی بشارت سنادو!میں نے عرض کیا:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!کیا میں انہیں یہ بات بتادوں؟آپ نے ارشاد فرمایا:ہاں انہیں بتلادو!جب میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں،میں نے ان سے کہا:آپ کے لئے جنت کی خوشخبری ہے،اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خلافت کی خوشخبری ہے۔پھر ایک صاحب حاضر ہوئے اور دروازہ پر دستک دی،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:اۓ انس!اٹھو،اور ان کے لئے دروازہ کھول دواور انہیں جنت کی اور ابو بکر کے بعد خلافت کی بشارت سنادو!

یــا رســول الـلــه! أعلمه؟ فقال: أعلمه، فـخـرجـت فإذا عمر، فـقلت: أبشـر بالجنة وأبشـر بـالـخلافة من بـعـد أبي بكر، ثم جاء آت فــدق البــاب، فـقـال: يـا أنـس! قم فافتح له الباب وبشره بـالـجنة وبالخلافة من بـعد عمر وأنه مقتول، فخرجت فإذا عثمان، قـلت: أبشـر بــالجنة وبــالـخـلافة مـن بعد عـمـر وأنک مقتول، فــدخـل عـلـى الـنبـي صـلـى الله عليه وسلم فقال:	میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں انہیں یہ بات بتادوں؟ آپ نے ارشادفرمایا: ہاں انہیں بتلادو! جب میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں، میں نے کہا: آپ کے لئے جنت کی خوشخبری ہے،اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی خوشخبری ہے۔ پھر ایک صاحب حاضر ہوئے اور دروازہ پر دستک دی،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے انس! اٹھو،اور ان کے لئے دروازہ کھول دواور انہیں جنت کی اور عمر بعد خلافت کی بشارت سنادو! اور یہ بھی بشارت سنادو کہ وہ شہید ہونے والے ہیں، جب میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں، میں نے کہا: تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا:

يا رسول الله! والله ما تغنيت ولا تمنيت ولامسست ذكرى بيمينى منذ بايعتك بها، قال: هو ذاك يا عثمان". كر "، ورواه "ع، كر "من طريق عبد الله بن إدريس عن المختار بن فلفل عن أنس.

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ کی قسم! میں نے کبھی گانا نہیں گایا اور نہ کبھی بے حیائی کا کام کیا اور جس وقت سے میں نے اپنے سیدھے ہاتھ سے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی ہے کبھی اس سے اپنی شرمگاہ کو نہیں چھوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! یہی وجہ ہے کہ تمہیں یہ درجات ملے ہیں۔

(کنز العمال، فضائل ذو النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: 36267)

آپ نے دومرتبہ حضور سے جنت خرید لی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ سے ہیں، ونیز آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت خریدی ہے، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں روایت ہے:

عن أبى هريرة قال: اشترى عثمان بن عفان رضى الله عنه الجنة من النبى صلى الله عليه وسلم مرتين: بيع الحق حيث حفر بئر معونة،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دومرتبہ قطعی طور پر جنت خرید لی۔ جس وقت بئر معونہ کو کھودا

وحیث جھز جیش العسرة. صحیح الإسناد .	اورجبکہ جیش عسرت (غزوۂ تبوک) کا سامان فراہم کیا۔امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

(مستدرک علی الصحیحین ،حدیث نمبر:4564)

جنت میں حضور کی رفاقت

برادران اسلام!اللہ تعالی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ خصوصی شرف عطافرمایا کہ آپ کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی اور جنت میں حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصوصی رفیق ہونے کا اعزاز بھی عطا کیا گیا،جیسا کہ جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي . يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ .	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہےاور جنت میں میرے رفیق عثمان رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

(جامع الترمذی،ابواب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ،حدیث نمبر:4063)

اولا دامجاد

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کوایک فرزند حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن

مبارک سے تولد ہوئے جن کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔

دور خلافت

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی تدفین مبارک کے تیسرے دن مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔(تاریخ الخلفاء) آپ کا دور خلافت کچھ کم بارہ سال رہا۔

شہادت عظمی

18 ذی الحجہ 35ھ بروز جمعہ بعد نماز عصر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا آپ کا مزار مبارک جنت البقیع شریف میں ہے، اسد الغابہ میں ہے:

عن أبي معشر قال: وقتل عثمان يوم الجمعة، لثمان عشرة مضت من ذى الحجة، سنة خمس وثلاثين، وكانت خلافته اثنتي عشرة سنة إلا اثنى عشر يوماً .	حضرت ابو معشر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ جمعہ کے دن، اٹھارہ(18) ذی الحجہ، سنہ 35 ہجری میں شہید کئے گئے، اور آپ کا دور خلافت بارہ دن کم، بارہ(12) سال رہا۔

(اسد الغابہ لابن الاثیر)

بلوائیوں نے انچاس(49) دن تک آپ کا محاصرہ کیا، شہادت سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: اگر چاہو تو ہمارے پاس افطار کرلو اور چاہو تو تمہاری مدد کی جائے گی تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

افطار کرنے کو اختیار کیا، جیسا کہ نور الابصار میں روایت ہے:

فقال الليلة رايت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وقد مثل لى فى هذه الخوخة واشار عثمان بيده الى خوخة فى اعلى داره. فقال: ياعثمان! حصروك؟ قلت: نعم، قال: عطشوك؟ قلت: نعم، قال: فدلى دلوا شربت منه، فها انا اجد برودة ذلك الدلو بين ثديى وبين كتفى، فقال: ان شئت افطرت عندنا وان شئت نصرت عليهم، فاخترت الفطر. نقله الاسحاقى.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج رات میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا، یقیناً آپ اس کھڑکی میں جلوہ گر ہوئے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مکان کے اوپر کی جانب جو کھڑکی ہے اشارہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! انہوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا؛ انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ حضرت عثمان نے کہا: پھر آپ نے ایک ڈول عنایت فرمایا' میں نے اسے نوش کیا، میں ابتک اپنے سینہ اور شانوں کے درمیان اس ڈول کی ٹھنڈک کو پا رہا ہوں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کرو اور اگر چاہو تو ان لوگوں پر تمہاری مدد کی جائے گی' تو میں نے آپ کے ساتھ افطار کی سعادت کو چن لیا۔ علامہ اسحاقی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ص85)

بروز حشر شان عثمان کا ظہور

حضرات! بروز حشر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو اللہ تعالی وہ اعزاز واکرام سے نوازے گا کہ مشرق ومغرب کے تمام لوگ رشک کریں گے، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : كنت قاعدا عند النبی صلی الله علیه وسلم إذ أقبل عثمان بن عفان رضی الله عنه ، فلما دنا منه ، قال : یا عثمان ، تقتل وأنت تقرأ سورة البقرة ، فتقع من دمک علی :(فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم)، وتبعث یوم القیامة أمیرا علی کل مخذول ، یغبطک أهل المشرق والمغرب ، وتشفع فی عدد ربیعة ومضر.

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا،اچانک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے، جب آپ قریب آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! تمہیں اس حال میں شہید کیا جائے گا کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کررہے ہوں گے اور تمہارا خون آیت کریمہ "فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم "پرگرے گا، قیامت کے دن تمہیں اس شان سے اٹھایا جائے گا کہ تم ہر آزمائش میں مبتلا شخص کے سردار ہوں گے، تمہارے مقام کو دیکھ کر مشرق ومغرب کے تمام لوگ رشک کریں گے اورتم قبیلۂ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد میں لوگوں کی شفاعت کروگے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنھم، ذکر مقتل أمیر

المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ، حدیث نمبر: 4531)

نماز جنازہ میں فرشتوں کی شرکت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بشارت دی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں آسمانی فرشتے شریک ہوں گے، جیسا کہ الریاض النضرۃ میں حدیث شریف ہے:

عن عمر بن الخطاب	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
قال سمعت رسول الله	ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ
صلى الله عليه وسلم	صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: جس دن
يقول: يوم يموت	عثمان (رضی اللہ تعالی عنہ) شہید ہوں گے آسمانی
عثمان تصلى عليه	فرشتے ان کی نماز ادا کریں گے، میں نے عرض
ملائكة السماء قلت يا	کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا یہ حضرت
رسول الله عثمان	عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے خاص ہے یا عام
خاصة أم الناس عامة	لوگوں کے لئے بھی یہ اعزاز ہے؟ آپ نے ارشاد
قال: عثمان خاصة.	فرمایا: یہ عثمان (رضی اللہ تعالی عنہ) کے لئے خاص ہے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ۔ نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس۔ مختصر تاریخ دمشق)

ارشادات وفرمودات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے جو اخیر خطبہ ارشاد فرمایا اسے علامہ مؤمن بن حسن شبلنجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نور الابصار میں نقل کیا ہے:

عن يزيد بن عثمان ،قال آخر خطبة خطبها عثمان: ايها الناس!ان الله انما اعطاكم الدنيا لتطلبوا بها الآخرة فلم يعطكموها لتركنوا اليها ،ان الدنيا تفنى والآخرة تبقى لاتبطرنكم الفانية ولا تشغلنكم عن الباقية آثروا ما يبقى على ما يفنى فان الدنيا مقطعة وان المصير الى الله،اتقوا الله فان تقواه جنة من باسه ووسيلة عنده،واحذروا من الله الغيرة،الزموا جماعتكم لاتصيروا اخدانا، وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	حضرت یزید بن عثمان سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اخیر خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! بیشک اللہ تعالی نے تمہیں دنیا اس لئے دی ہے کہ تم اس کے ذریعہ آخرت طلب کرو! دنیا تمہیں اس لئے نہیں دی گئی کہ تم اس کی جانب مائل ہوجاؤ۔ یاد رکھو! دنیا فنا ہونے والی ہے،اورآخرت باقی رہنے والی ہے۔فنا ہونے والی چیز ہرگز تمہیں ناشکرگزار نہ بنائے اور باقی رہنے والی چیز سے غافل نہ کردے،فنا ہونے والی (دنیا) پر باقی رہنے والی (آخرت) کو ترجیح دیا کرو؛ کیونکہ دنیا سفر کی جگہ ہے اور حقیقت میں سب کو اللہ تعالی کی طرف لوٹنا ہے۔اللہ تعالی سے ڈرتے رہو؛ کیونکہ اللہ کا خوف اس کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ اوراس کے تقرب کا وسیلہ ہے۔اوراللہ تعالی کی صفت غیرت سے بچو! اوراپنی جماعت پر مضبوطی سے قائم رہو! (بزرگوں کے ساتھ) دوست نہ ہوجاؤاور تم اللہ تعالی کی نعمت کو یاد کرو؛ جو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں) اس نے تم پر فرمائی ہے!

إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ	جبکہ تم دشمن تھے،تو اس نے تمہارے قلوب میں
قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ	الفت ڈال دی اورتم اس کی اس نعمت کی برکت سے
إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا	آپس میں بھائی بھائی ہوگئے اورتم لوگ دوزخ کے
حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ	گڑھے کے کنارہ پر تھے، تو اس نے تمہیں وہاں
مِنْهَا .	سے نکالا۔

(نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم،ص80)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ اور آپ کی سیرت مبارکہ،آپ کے ارشادات وفرمودات انسانی زندگی میں ایک حسین انقلاب کا موجب ہے۔اللہ تعالی ہمیں آپ کی ذات گرامی سے بے پناہ محبت کرنے اور آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.
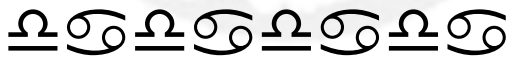
نوٹ : خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

﴿......خطبۂ ثانیہ......﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرِ.__اَمَّا بَعْد!

فَيَاعِبَادَ اللّٰهِ! اِتَّقُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرِ، وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ وَزَجَرَ، حَافِظُوْا عَلَى الطَّاعَةِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ. وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ، وَثَنّٰى بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِهٖ، وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى فِيْ شَأْنِ نَبِيِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ. فَيَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ. فَيَااَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقِ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ، اَلسَّابِقِ إِلَى الْإِيْمَانِ وَ

التَّصْدِيْقُ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابُ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابُ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابُ، اَلْمُوَافِقِ رَأْيُهُ لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنُ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانُ، ذِىْ النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانُ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبُ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبُ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبُ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنُ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنُ، الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنُ ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنُ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِىْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةُ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا. وَعَلَى جَمِيْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنُ، وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنُ. وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسُ، سَيِّدَيْنَا اَبِىْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِىْ الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةُ، وَالَّذِيْنَ بَايَعُوْهُ تَحْتَ الشَّجَرَةُ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابٰى وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارُ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَارُ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنُ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنُ، اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنُ، اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ

اَعْدَاءِ الدِّيْنْ، وَمَزِّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيْدَ الظَّالِمِيْنْ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامْ. اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَاغَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنْ. وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ عَلَيْنَا وَعَلٰى عَبِيْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِيْمِيْنَ وَالْمُسَافِرِيْنْ، فِيْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَجَوِّكَ مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنْ. اَللّٰهُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِیّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِيَّةَ مِنْ اَيْدِی الظَّالِمِيْنَ الْمُعْتَدِيْنْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءْ، وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتْ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتْ، رَبَّنَااِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتْ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ.

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَيَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ.

اُذْكُرُوْا اللّٰهَ تَعَالٰی يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ عَلٰی نِعَمِهٖ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.

إِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِیفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِینَ إِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِین. اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّی هٰذِهِ الْاُضْحِیَّةَ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیلِک سَیِّدِنَاابْرَاهِیمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ وَحَبِیبِکَ وَ نَبِیک سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمْ،

پھر بِسْمِ اللّٰہ وَ اللّٰہ اَکْبَرْ کہہ کر ذبح کردیں، اگر کسی دوسرے شخص کی جانب سے ذبح کررہے ہوں تو تَقَبَّلْ مِنِّی کے بجائے تَقَبَّلْ مِنْ .... کہہ کر صاحب قربانی کا نام لیں۔

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند